C

2B2

Badr-i-Munir,

(Hindustani poem).

4117549

C

Lucknow 12.XI.26 W.1.
232
۱۲ اجنیر

سدا ایسی نمود و نکی اوسکی نمود
اوسی کی نظر سی ہی ہم سب کی دید
وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر
نہیں اوس سی خالی غرض کوئی شی
نہ گوہر میں ہی وہ نہ ہی سنگ مین
وہ ظاہر میں ہرچند ظاہر نہین
تامل سی کیجی اگر غور کچھ
اوسی گل کی خوشبو ہی جو خوشبو گلاب
پر اوس جوش میں ایک پتا نہین
قلم کو زبان لاوی اپنی ہزار
کہ عاجز ہیں انبیا کی زبان
اس عہد لیسی کوئی ہم [illegible]
وہ معبود یکتا خدای

دل ابستگی ہی اوسی کی نمود
اوسکی سخن پر ہی گفت و شنید
اوسی کی ہیہ ذرہ میں شمس و قمر
وہ کچھ شی نہیں پر ہر ایک شی مین
و لیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
یہ ظاہر کوئی اوس سے باہر نہین
تو سب کچھ وہی ہی نہیں اور کچھ
بہری ہی لیے ساتہہ دریا حباب
سمجھنی کی ہی بات کہنا نہین
لیکن کس طرح حمد پروردگار
زبان قلم کو یہہ قدرت کہان
سوا عجز درپیش ہاں کچھ نہین
کہ جسنی کیا کن سی کون و مکان

دیا عقل و ادراک اوسنے ہمن — کیا خاک سی پاک اوسنی ہمن
پیمبر کو بہیجا ہماری لیئی — وحی و امام اوسنی پیدا کئی
جہان کو اوہون نی دیا انتظام — برائی بہلائی سو جائی ہم تمام
دیکہائی اوہون نی ہمین راہ راست — کہ تا ہونہ اس راہ کی باز خواست
تو وہ کون سی راہ شرع نبی — کہ رستی کو جنت کو سیدہی گئی

نبی کون یعنی رسول کریم — نبوت کی دریا کا در یتیم
ہوا گو کی ظاہر مین امی لقب — پہ علم لدنی کہلا دل پہ سبب
بلغو ارلیکی اور کی نی رقم — جلی حکم پر اوس کی لوح و قلم
ہوا علم دین اوسکا جو آشکار — گذشتہ ہوی حکم تقویم پار
تو گو خدای سچی یار کیت — اوٹہا کفر اسلام ظاہر کیا
بنایا نبوت کا حق دار اوسی — کیا حق نبوت کا سردار اوسی
نبوت جو کی حق نی اوس پر تمام — لکہا افسر الناس خیر الانام

بنا اوسے سمجہہ لو جہہ کر خوب او سی
خدا نی لیا اپنا محبوب آدمی

کرون اوسکی رتبہ کا کیا میں بیان
کہڑی ہین جہان صف کی صف مرسلان

مسیح اوسکی درگاہ کا پارہ دوز
تجلی کا طور اوسکی مشعل فروز

خلیل اوسکی گلزار کا باغبان
سلیمان سی کئی پہرہ دار اوسکی ہیان

خضر اوسکی سرکار کا آبدار
زرہ ساز داود سی ہان ہزار

در نعت حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم

محمد کی مانند جگ مین نہین
ہوا ہی اب نہو گا کہین

یہہ تہی رمز جو اوس کی سایہ تہا
کہ رنگ دوئی وہان تک آیا تہا

نہو نی کا سایہ کا یہہ تہا سبب
ہوا صرف کوشش مین کعبہ کی سب

وہ قد اس کی تہا سایہ فگن
کہ تہا وہ گل ایک معجزہ کا بدن

نہ سایہ اوسکا لطیف اسقدر
نہ آیا لطافت کی باعث نظر

عجب کیا کہ اوس گل کا سایہ نہو
کہ تہا وہ گل قدرت حق کی بو

خوش آیا نہ سایہ کا ہونا جدا
اوسی نور حق کی رہا زیر پا

ندا ای کسی شخص پر اپنی جہانو
کسی کا نہ تھہ دیکھہ دیکھہ اوسکی بانو

وہ ہوتا زمیں گیر کیا روشن پر
قدم اوسکی سایہ کا تھا عرش پر

نہ ہونیکا سایہ کا ایک وجہ اور
مجھی خوب سوجھی یہ ہی سر غور

جہاں تک کہ تھی تھا کلی اہل نظر
سمجھنا یہ نور کحل البصر

سبھوں نی لیا پتلیوں پر اوٹھا
زمیں پر نہ سایہ کو کرنی دیا

سیاہی کی پتلی کا ہی یہ سبب
وہی تھا یہ ہر تاہی الکھو میں سب

وگرنہ ہی نہہ چشم اپنی کہاں
اوسی سی ہی روشن ہی سارا جہاں

نظر سی جو غایب وہ تھا بارہا
ملایک کی دلمیں سمایا رہا

نعت در جناب مصطفوی علیہ السلام

نہیں ہمسر اوسکا کوئی جز علی
کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام
ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

جہاں فیض سی اونکی ہی کامیاب
نبی آفتاب و علی ماہتاب

علی وزن دنیا کا سردار ہی
کہ مختار کی گھر کا مختار ہی

دیار امامت کا گلشن کا گل　　بہار ولایت کا باغ سنبل

علی راز دار خدا و نبی　　خبردار اسرار خفی و جلی

علی بندہ خاص درگاہ حق　　علی سالک رہ رو راہ حق

علی و نبی ابن عم رسول　　لقب شاہ مردان زوج بتول

کسی کون جو جای کوی ہر سبی　　بہ نسبت علی کو نہیں غیر سبی

خدا نفس پیغمبرش خواندہ است　　دگر این فضیلت بکس ماندہ است

یہاں بات کی ہی سمای نہیں　　نبی اور علی میں جدائی نہیں

نبی اور علی ہر دو نسبت ہیں ہم　　دو دیتا ہو یکی جو زبان قلم

علی کا عدو دوزخی دوزخی　　علی کا محب جنتی جنتی

نبی اور علی فاطمہ اور حسن　　حسین ابن حیدر ہیں پنجتن

ہوی اون پہ درود خلق کو تمام　　اونہوں پر درود اور اونہوں پر سلام

علی سی لگا تا بمہدی دین　　یہ ہیں ایک نور خدائی مبین

اونہوں سی ہی قایم امامت کا گھر　　کہ بارہ ستون ہیں ائمہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سبی ہے پاک ہیں | حساب عمل سبی ہے بیباک ہیں

ہوا ایمان سبی ظاہر کمال رسول | کہ تھے ہوی نسب ہاں ال رسول

در صفت اصحاب

سلام اوس پر جو اوسکی اصحاب ہیں | وہ اصحاب کیسی کہ احباب ہیں

خدا لی اونھون کو کیا مومنین | وہ ہیں زینت آسمان و زمین

خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش ہیں | علی اونسی راضی نبی اونسی خوش ہیں

ہوی فرض اونکی ہمن دوستی | کہ ہیں دل سبی وہ جان نثار علی

ثنائی بکن جان و ایمان نبی | کہ زیبا ہی الحمد بحق نبی

مناجات بجناب باریتعالی

الہی بحق رسول امین | بحق علی و باصحاب دین

بحق بتول و بال رسول | کرون عرض جو میں سو ہوی قبول

الہی میں بندہ گنہگار ہون | گناہون سی اپنی گران بار ہون

مجھی بخشیو ملزی اے پروردگار | کہ توہی کریم اور آمرزگار

میری غرض یہ ہی کہ جبتک ہون — شراب محبت کو پیا کرون
سیوا تیری الفت کا اور سب ہی ہیچ — ہی ہو نہو اور کچہ ابہیچ ہیچ
جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم — سیوا اس الم کا نہو کچہ الم
ہی بے طرفسی میری دلکو چین — بحق حسن اور بحق حسین
کیسی سی نکرتی پڑی التجا — تو کر خود بجود میری حاجت روا
صحیح اور سالم سدا مجہکو رکہہ — خوشی سی ہمیشہ خدا مجہکو رکہہ
میری آل و اولاد کو شاد رکہہ — میری دوستونکو تو آباد رکہہ
مین کہتا ہون جسکا نمک اے کریم — سدا رحم کراون پہ تو اے رحیم
جیون آبرو اور حرمت کی ساتہہ — رہو مین عزیز و مین عزت کی ساتہہ
بر آوی میری دین دنیا کی کام — بحق محمد علیہ السلام

بیان حسن و قبح سخن

پلا مجہکو ساقی شراب سخن — کہ مفتوح ہی جسسی باب سخن
سخن کی فکر مجہکو دن رات ہی — سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی

سخن کی طلبگار ہیں عقلمند — سخن سیں ہی نام نیکواں بلند
سخن کی کریں قدر مردان کار — سخن نام اونکا رکھی برقرار
سخن سیں دہی شخص رکھتی ہیں کام — جنہیں چاہی سانتہ نیکی کا نام
سخن سیں سلف کا بہلائی رہی — زبان قلم پر تر آئی رہی
کہاں رستم ہی اور افراسیاب — سخن سیں رہی یاد ہے نقل خواب
سخن کا صلا یار دیتی رہی — جواہر سدا مول لیتی رہی
رہی جب تلک داستاں سخن — الہی رہی قدر دان سخن

در مدح پادشاه عالم پناه عالم پادشاه خلد الله ملکه

خدیو فلک شاہ عالی گہر — زمین بوس ہیں جسکی شمس و قمر
جہاں اوسکی پرتو سیں ہی کامیاب — رہی برج اقلیم میں آفتاب
ادہی جو رسنی ہی سدہ سو رہ بادشاہ — جہاں ہوی اور جہاندار شاہ
وہ مہر منور رہ ماہ منیر — اور اوسکا ہے نجم السعادت وزیر
فلک رتبہ نواب عالیجناب — کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب

وزیر جہاں حاکم عدل و داد
جہاں عدل اسسی اوسکی اباد ہی
پہری بہاگتا مور سسی پیل مست
کتیاں پر کری مہ اگر بد نظر
کسیقا اگر سفت لی زلف دل
وہ انصاف سی گر گذرتا نہیں
نہو بالہہ بکری سسی کچہہ کسلو
کر اوارسن صید کی کچہہ کہی
پہری شمع کی گرد اگر کی چور
لی خبت بلکی شمع پروا کی
اگر آپ سسی اوس پہ آگر گری
گراحیانا اوسکی جلیں بال و پر
اوسی عدل کی طرحسی بار دہی

ہی اباد ہی ملک جسکی مراد
غریبوں فقیروں کا دل شاد ہی
زبردست ظالم ہی زیر دست
تو آدہا اودہر اور آدہا ادہر
تو کہایا کری پیچ وہ منفصل
کیسی پر کوی بغض کرتا نہیں
اگر اوسکی حسا نہوئی کبہو
تو باز آوی اور حرج کی گہری رہی
صبا کہیچ لیجاوی اوسکو بزور
پتنگی کی پر کو نہ چہیڑی کبہی
تو فانوس میں شمع چہپا ہری
تو گلگیر شمع کا کانی نہی سر
کسی یاد ہی جو خدا داد ہی

بیت

ستم اوس کی نا ہو کسی پر دیار
گہر و محل فراغت سیتی ہیں سب
دہی عیش امن خورد و کلان
مان سخاوت کرون کر رقم
نظر سیتی توجہ کی دیکہیا جدہر
بیان سخاوت کا اوسکی یہان
سخاوت ایک ادنا سی ہے اوسکی
سوا اوسکی ہی اور یہہ داستان
ہوئی کم جو یکبار کچہہ برشکال
غریبوں کا دم سا نکلنے لگا
وزیر الممالک نی تدبیر کر
محلہ محلہ دیا حکم یہہ
بہہ جا کہ خلقت کنے سی و سب خرچی

سدا فتنہ دہر سو باکری
تیری گہر میں جو رابی ہوتی ہیں بیت
کہ ہی نام اوسکی منتق امان
تو دُرر برکاغذ یہ ہوئی قلم
دیا شکل نرگس او سیتی سیم و زر
بشر گر کری اوسکو طاقت کہان
کہ ایک دن وو شالہ دیئی بہات سی
کہ ہی جس یہ قربان حاتم کی جان
گرانی سی ہونی لگی ایک سال
توکل تا ہی یا تو جلنے لگا
خدا کی دیار امیں پانی و زر
کہ نارہ سی اس غم کی کہولیں گرہ
نی لالکہ الالکہ اوسینی لگدن وہی

یہہ لعل شب تیری ملک میں جو تمام
لیا ہاتھ لی اوسکی کرلوتک کام

یہہ بندہ نوازی یہہ جان پروری
یہہ آئین سروازی و سروری

ہوئی ذات پر اوس سبھی کی تمام
تکلف ہی آگی سخاوت کا نام

فقیر و گنی ہی یہاں ملک تو سبھی
کہ ایک ایک یہاں ہو گیا ہی غنی

یہہ کیا دخل اوار جو دی گدا
چشکلنی کی گل کی نہووی صدا

قدح لیکی نرگس جو ہووی کہری
تو خجلت سی جاوی زمین پر گری

نہ اوس کا شامل جو ابر کرم
اثر ابر نیسان سی ہوئی عدم

مرا ایک کام اوسکا جہاں کی مراد
فلاطون صفت اور ارسطو نژاد

جب ایسا وہ پیدا ہوا ہی بشر
تب اوسکو دیا ہی یہہ کچھ مال و زر

لیکہون کر شجاعت کا اوسکی بیان
قلم ہو میرا رستم داستان

محبت سی وہ تا یہہ اتنا حسن پر
اجل کا طمانچہ قسم اوسکی کتای

کری جس جگہہ زور اوسکا نمود
دل اہن اوس جا پہ ہووی کبود

چلی تیغ کر اوسکی روز مصاف
نظر اوی دشمن کا میدان صاف

اگر بھاے سی کوئی عدو
تو ایسی ہی بھاگ گری سر کی بل
نہو کیونکی وہ تیغ برق غضب
لگا دی اگر کوہ پر ایک بار
ہوی ہاں قسم اوسکی تیغ اجل
عجب سی عجب اوسکی کانپا کر
اور اوس زور پر ہی ہے حلم و حیا
جہان تک کی ہی علم و کسب و کمال
سخندان صحیح سب سر پر بیان
سخن کی سنیں اوستی تو شنیدہ بات
سلیقہ ہر ایک فن ہر ایک بات میں
بند اسیر ہو تماشا پہ دل
نہوا و ... تو کر ہوائی شکار

لگا دیوی اوس تیغ سی جا گہہ کسو
کہ سر پر پڑی اوسکی ردی اجل
کہ ہر بس کی لذت جو ہر میں سبب
کدر جاوی یون جیسی سیاہ مین تار
نکل آوی یہ کر پڑی وہ اوجل
تکبر سی ہت سی اوسکی ڈری
کہ ہی خلق کا جیسی دریا بہا
ہر یک فن سی ماہر ہی وہ جو تحصیل
وزیر زمان و وحید جہان
غوامض میں سب سہل اوسکی لگات
نکلتی ہی بات ون ر اتمیں
گنا دہ دلی اور جو سی مفصل
تہور شعار و دلی ہی یہ شعار

سو مین ایک کہانی بنا کر لی / در فارسی میری کو بدہ زبان کی
لیایا ہون خدمت مین جیو نثار / یہہ امید ہی بس کہ ہون سرفراز
میری عذر تقصیر ہووی قبول / بحق علی و بہ آل رسول
رہی جاہ و حشمت تیرا یہہ مدام / بحق محمد علیہ السلام
ہی شاد و آباد کل خیر خواہ / ہری اس گرانی کی دشمن تباہ
اب انی کہانی کی ہی داستان / ذرہ سنئی دل دیکی اوسکا بیان

آغاز داستان کتاب دو

کسی شہر مین تہا کوئی بادشاہ / کہ تہا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت نوح سی اپنی فرخندہ حال / بہت حشمت و جاہ و مال و منال
کئی بادشاہ اوسکو دیتی تہی باج / خطا و ختن سی وہ لیتا خراج
کوئی دیکتا انی جب اوسکی فوج / تو کہتا کہ ہی بحر ہستی کی موج

رعیت بهی آسوده و بی خطر — نه غم مفلسی کا نه جور لگا در

عجب شهر تها اوسکا مینو سواد — که قدرت خدائی کی آتی تهی یاد

لگی تهی هر ایک جا یه وهاں سنگ خشت — هر ایک کوچه اوس شهر کا تها بهشت

کهیں تها به منبع کهیں حوض نهر — هر ایک جا به ات لطافت کی نهر

زمین سبز و سیراب عالم تمام — نظر کو طراوت وهاں صبح و شام

عمارات گچ کی وهاں بیشتر — که گذری صفای سی جیسی نظر

کرون اوسکی وسعت کا کیا میں بیاں — که جون اصفهان تها و نصف جهان

هنرمند وهاں اهل حرفه تمام — هر ایک نوع جلیب کا تها ازدهام

سه دلچسب بازار تها چوک تها — که تهی جهلملی لبس وهیں دل لگا

جهاں تک کر سکتی تهی بازار کی — لگی تو تخته تهی کلیاں کی

وه بخته دوکانوں کی دیوار و در — صفائی به جسکی نه تهیری نظر

صفا پر جو اوس کی نظر کر گی — اوسی دیکه ار سنگ مرمر گی

گهو قلعه کا اوسکی کیا هی شکوه — گی د [illegible] تها [illegible] کوه

وہ دولت سرا جانہ نور تھا — سدا عیش و عشرت سیتی معمور تھا
ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ — نہ دیکھیا کسی دل پہ جز لالہ داغ
سدا عیش و عشرت سدا راگ رنگ — نہ تھا ریت سیتی اپنی کوئی تنگ
غمی وہاں ہوا جو کہ آیا تباہ — عجب شہر تھا وہ عجب پادشاہ
نہ دیکھیا کسی نے کوئی واں فقیر — ہوئی اوسکی دولت سیتی گر گر امیر
کہاں تک کہوں اوسکی جاہ و حشم — محل اور مکان اوسکا رشک ارم
سدا ماہ رویوں سیتی عیب اوسیچا — سدا جامہ زیبوں سیتی صحبت اوسیچا
ہزاروں پری پیکر اوسکی غلام — کمر بستہ خدمت میں حاضر مدام
کسی طرف سیتی وہ نہ کیتا تھا غم — مگر ایک اولاد کا تھا الم
ایسی بات کا اوسکی دل پر تھا داغ — نہ کیتا تھا وہ اپنی گھر کا چراغ
دنوں کا عجب اوسکی پہ پھیر تھا — کہ اوس روشنی پر یہ اندھیر تھا
وریہوں کو اگر ذرا اوس سیتی بلا — جو کچھ دل کا احوال تھا سو کہا
[illegible] — فقیر لکھی ہے میری [illegible] خیال

فقیر اب نہوں تو کروں کیا علاج / نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج

جوانی گئی میری اب سب بسر / ہوا دار پیری ہوئی آکر

دریغا کہ عہد جوانی گذشت / جوانی ہا گو زندگانی گذشت

بہت ملک پر جان کھویا گئی / بہت فکر دنیا میں سویا گئی

رہی بے تمیزی و بے حاصلی / کہ از فکر دنیا و دین غافلی

وزیروں نے کی عرض کہ ای آفتاب / نہو ذرہ تجھکو کبھی اضطراب

فقیری جو کیجے تو دنیا کی ساتھ / نہیں خوب جانا ادھر خالی ہاتھ

کرو سلطنت لیک اعمال نیک / کہ تا دو جہاں میں رہی نام نیک

جو عاقل ہیں وہ سوچ کر تک رہیں / کہ ایسا نہووی کہ ہر شب کہیں

تو کار زمین را بکو ساختی / کہ با آسمان نیز پرداختی

یہہ دنیا جو ہی مزرعۂ آخرت / پھر یہیں ضایع کرو اسکو مت

عبادت ہی اس کشت کو آب و رو / وہاں جا کی خرمن ہی شب اور تو

رکھو یاد عدل و سخاوت کی بات / کہ اس فیض سی ہی تمہاری نجات

مگر ہاں نہیں اولاد کا ہی کو غم / سو اوسکی ہی تدبیر کرنی ہیں ہم

عجب کیا جو هووی تمہارا خلف / کرو تم نه اوقات اپنی تلف
نه لاؤ کبھی یاس کی گفتگو / که قران مین آیا هی لا تقنطو
بولاتی هین هم اهل تنجیم کو / نصیبونکو اپنی فرا دیکہه لو
تسلی تو دی شاه کو اس نمط / ولی اهل تنجیم کو بھیجی خط
نجومی و رمال اور برهمن / غرض یاد تها جنکو اس قسم کا فن
بلا کر اونهین شه کنی لی گی / جو هین روبرو شه کی و سب گی
تبرا جب نظر و شه تاج و تخت / دعا دی که هووی شه کی بیدار بخت
کیا قاعده سی نهر کر سلام / کها شه نی مین تمسی کهتا هون کام
دکهلو ورا اپنی اپنی کتاب / میرا هی سوال اسکا لیکهو جواب
نصیبون مین دیکهو لو میری کهین / کبھی مجهسی بهی اولاد هوی یا نهین
یه سنکر لگی رمال طالع شناش / لگی کهینچنی زائچه بیقیاس
جو تهین سب تو عقلیں لگی کی سولی / لگی سوچنی عقل سی دل کیا اونکا بین
جماعت لی رمال کی عرض کی / که ای گهر مین امید کی گهر خوشی
بهه سن تمسی ای عالمونکی شفیق / سبب تمهی نکرار کی ...

بیاض اپنی دیکھی جو اس رمل کی
ہی اس بات پر اجتماع تمام
زن و زوج کی شکلین ہی فرح
نجومی یہہ کہنی لگی در جواب
نحوست کی دن سب گی ہین نکل
ستارہ نی طالع کی بدلی ہین طور
نظر کی جو تسدیس و تثلیث پر
کیا پندتون نی جو اپنا بچار
جنم پتر اس شاہ کا دیکھہ کر
کہا رام جی کی ہی تجہہ پر دیا
مقرر تیری چاہی ہو پسر
لکھتی ہین اب تو خوشی کی گھڑی
مہاراج کی ہوگی مقصد سب
ولیکن مقدمہ ہی کچھہ اور ہی

تو ایک ایک جگہ ہی فرد خوشی
کہ طالع مین فرزند ہی تیری نام
پیا کرمی وصل کا تو قدح
کہ ہمنی ہی دیکھی ہی اپنی کتاب
عمل اپنی سب کر چکی ہین زحل
خوشی کا کوئی دن کو آیا ہی دور
تو دیکھا کہ ہی نیک سبکی نظر
تو ہر الکلیون پر کیا کچھہ شمار
تولا اور ہر چہک پر کی نظر
چندر ما سا بالک تجھی ہوگا
کہ دیتی ہی یون اپنی پوتی خبر
نہ ہو گر خوشی تو ہون برہمن
کہ آیا ہی اب پانچوین آفتاب
کہ ہی یہہ پہلی بری طور ہی

یہہ لڑکا تو ہوگا ولی کیا کہین
نہ اوی یہہ خورشید بالای بام
نہ نکلی یہہ بارہ برس بیک مہ
کہا شہ نی یہہ سنکی اونکی تئین
کہا جانکی سب طرح خیر ہی
کوی اس پہ عاشق ہو جن و پری
کچہ ایسا نکلتا ہی یونہی ہی اب
ہوئی کچہ خوشی شہ کو اور کچہ الم
کہا شہ نی اسپر نہین اعتبار
یہہ فرما محل مین ور آمد ہوئی
خدا سی لگا کرنی وہ التجا
سخاوت کرم نی کیا جو اثر
اوسی سال مین یہہ تماشا سنو
جو کچہ دل پہ گذری تہی رنج و تعب

خطر سی اوسی بار ہوئین ہین
بلندی سی خطرہ ہی اسکو تمام
رہی برج مین یہہ مہ چاردہ
کہو جبکہ خطرہ تو اوسکو نہین
دلی وحشت غربت کی کچہ سیر ہی
کوئی اوسکی معشوق ہو استری
خرابی ہو اوسپر کسیکی سبب
کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم
جو چاہی کری میرا پروردگار
منجم وہانسی برآمد ہوئی
لگا اب سجدین رکہنی دیا
ہوئی کشت امید سی بارور
رہا حمل ایک زوجہ شاہ کو
مبدل ہوئی وہ خوشی سی یہہ سبب

در تولد شدن شاهزاده

خوشی سی پلا جسکو ساقی شراب
کوئی دف نمین بجتا ہی چنگ و رباب

کرون نغمہ تہنیت کو شروع
کہ ایک نیک اختر کری ہی طلوع

لگی تو نہ تہی جب او سپر گذر
ہوا گر ہمیں شہ کی تولد پسر

عجب صاحب حسن پیدا ہوا
دہکتی جسی دیکہہ خورشید ہوا

نظر کو نہو حسن پر اوسکی تاب
اوسی دیکہہ لی تاب ہو آفتاب

ہوا وہ جو اس شکل سی دلپذیر
رکہا نام اوسکا شہ نی نظیر

خواصون نی خواجہ سراون لی جا
وہین نظر گذرانیان اور کہا

مبارک ہو تجہی ای شہ نیکبخت
کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت

سکندر نژاد اور دارا حشم
فلک مرتبت اور عطارد رقم

رہی اوسکی اقلیم زیر نگین
غلامی کرین اوسکی خاقان چین

یہ سنتی ہی فرحہ بجا جا نماز
کی لاکہہ سجدہ کہ ای بی نیاز

تجہی فضل کرتی نہین لگتی بار
تہو تجہ سی پاپوش امیدوار

دوگانا غرض شکر کا کر ادا
نہایا کیا شاہ نی جشن کا

وہ ندرین خواصونکی جو جونکی لی
اٹہا جا لی جو کچہہ کہ درکار ہو
نقیبونکو بلوا کی یہہ کہدیا
کہ نوبت خوشی کی بجاوین تمام
یہہ مژدہ جو ہونچا تو نقارچی
بنا ٹہاٹہہ نقار خانہ کا سب
علاقہ اور سب بانات پر زر لی ٹانک
دیا چوب کو ہیلی بم سی بلا
گیا زیر سی بم لی ہر یہہ سنکون
بجی شادیانہ جو وہان اوسکری
یہم ہلکی بیتی جو شہنا بولد
سرود بردہ سر سچ معمول کی
لگی لینی اوجین جو سبی لی
لگو روں پن نوبت لی شہنائی دی

اونہین خلعت و زر کی انعام دی
کہو خانمان کو تیار ہو
کہ نقار خانہ مین وو حسب حکم جا
خبر سنکی یہہ شادیون خاص و عام
لگا ہر جگہہ بادلہ او زری
مہیا کر اسباب عیش و طرب
شتابی سی نقارونکو سبک سبا لک
لگی ہا ہہلنی ہر طرف کو صدا
کہ دوون دوون خوشیکی خبر تہی دوون
ہوئی گرد و پیش اکی خلقت کہڑی
بنا حیہہ سی ہر کی لگا او سب ساز
خوشی سی ہوا گال گل ہوا لی کی
ارا انا لگا بجنی اور ادس گہری
سکہر تس و الوپ کو کہہی نت

بڑی اور دہای شادیکی دم — لگی ہرنی ٹیپ اور کرج مین ہم

سنی جہانجہ نی جو خوشی کی صدا — اتہرلنی لگا نالیونکو بجا

نی سرسی عالم کو عشرت ہوئی — کہ لڑکی کی ہونی کی نوبت ہوئی

محل سین لگا تا بدیوان عام — عجب طرح کا ایک موا اژدہام

چلی لیکی نذرین وزیرو امیر — لگی کہنچنی تو دہ زر کا فقیر

دئی شاہ نی شاہزادہ کی ناوون — مشایخ کو اور میرزادہ کو گانو

امیرونکو جاگیر لشکر کو زر — وزیرونکو الماس لعل و گہر

خواصونکو جو جونکو جوڑی دئی — پیادہ جو تہی اونکو گہوڑی دئی

کیا بہانڈ اور بیکلون نی ہجوم — ہوئی آہی آہی مبارک کی دہوم

خوشی مین کیا شان تلک زرنثار — جنہین ایک دنیا ہا بخشی ہزار

جہان تک کہ سازندہ تہی ساز کی — دہنی دہنیت کی آور آواز کی

لگی کہنچنی جو لی برنی تمام — لگان تک مین لون ترلگا دیکی نام

جہان تک کہ تہی کاہی او سب کار — لگی کالی اور ناچنی ایک بار

لگا بجنی قانون جنگ و رباب — بہا ہر طرف جو عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلوں پر و مرونگ کی
صدا اونچی ہوئی لگی چنگ کی

ہمانچو نکو سارنگیوں کو بنا
خوشی سی اوسی پر طرحسی ملا

لگا موم تاروں پہ مورچنگ کی
تنبوروں کی سُر ایچپہ یکرنگ کی

ستاروں کی پردہ بنا کر درست
بجانی لگی وہ نکالاک و چست

گئی بین کی آسمان پر دمک
اوتھا گنبد چرخ سارا گمک

خوشی کی ز بس ہر طرف تھی بساط
لگی ناچنی اوس پر اہل نشاط

کناری کی جوڑی جھلکتی ہوئی
وہ بانو کی لنگر و جھملتی ہوئی

وہ بالی جھلکتی ہوئی کانمیں
پھرکنا وہ تنتی کا ہر آن میں

وہ کہنا وہ تیرتا اداؤں کی ساتھہ
نکھانا وہ رکھہ رکھہ کی چھاتی پر ہاتھہ

کبھی دل کو ہاتوں سی مل ڈالنا
نظر سی کبھی دیکھنا بھالنا

دکھنا کبھی اپنی چھب مسکرا
کبھی اپنی انکھیاں کو لینا چھپا

کبھی کی جھلکتی ہوئی نور تن
کبھی کی وہ مکھڑا پہ نیتہ لی کسن

وہ داتوں کی مسی وہ گلبرگ تر
شفق میں عیاں جیسی شام و سحر

وہ رخ کی کہ جھرہ کی جیوں آفتاب
جبیں کی نکہہ گرد لکو ہو اضطراب

چلنا گلو لگا صفائی سبب — وہ کرنی لگی دوری قیامت عجب

کبھی موہہ کی تئیں پھیر لینا اودھر — کبھی چوری چوری سی کرنا نظر

دوپٹہ کو کرنا کبھی مونہہ کی اوٹ — کہ پردہ میں ہو جاوی قدل لوٹ پوٹ

ہر ایک تان ہیں اونکو ایسا ادا — کہ دل لیجی تان کا جان بھہ

کوئی فن سنگیت میں شعلہ رو — برم جوگ لیجی لگی ہوئی ہر لو

کوئی دایرہ گست میں پاؤں تلی — کئی عاشقوں کی دلونکو ملی

کوئی دایرہ میں بجا کر پرن — کوئی دہی میں دیکھا اپنا فن

غرض ہر طرح دلکو لینا اونھن — کی طرح سی داغ دینا اونھن

کرن ہار ہو کر کبھی قتل عام — کبھی ہاتھ اوٹھا لیوں کرتی کو تھام

کہیں دہریت اور گیت کا شور و غل — کہیں قول و قلبانہ و نقش و گل

کہیں سہاندگی لولو تکا سمان — کہیں ناچ کشمیر لولکا وہان

محل میں جو دیکھا تو ایک اژدہام — مبارک سلامت کی ایک دھوم دھام

وہان اور یہان عیش و عشرت کی دھوم — پری پیکروں کا ہر ایک جا ہجوم

جہی ہک غرض یہی خوشی سی کی رات — کہ دن عید اور رات ہی شبرات

پری ابر سی ابر میں جوں ہلال — مجالس لگا بلنے وہ نونہال
برس کا ننہہ جس سال اوسکی ہوئی — دل بستگاں کی گرہ کہل گئی
وہ گل جب کہ جوتہی برس میں لگا — بڑہنا یا لگا دودہ اوس ماں کا
ہوئی تہی جو کچہ پہلی ساوکی رسوم — اوسی طور سی پہر ہوا واں ہجوم
طوایف وہی اور وہی اگ رنگ — ہوئی بلکہ دونی خوشی کی ترنگ
وہ گل پانچ تو سی اپنی جس جا چلا — وہاں انکہہ کو نرگسوں نی ملا
لگا پہرنی وہ سرو جب پانو پانو — پہری سرو آزاد تب اپنی پانو

در تعریف باغ — تو نعمت

خوشی سی پلا مجہکو ساقی شراب — کہ تہیا پری رقص میں غرق حباب
مئی ارغوانی پلا اب تو تیا — کہ ہے میر کو باغ کی دل چلا
دیا شہ نی ترتیب ایکجا نہ باغ — ہوا رشک سی جسکی لالہ کو داغ
عمارت کی جولی دروکی وہ شان — لگی جسکو زر لفت کی سائبان
چمن اور پردی بندی زرنگار — دروں پر لگتی دبیسہ بہار
کوی تو دوری سی دریہ لگا ہوا — کوئی زہ یہ خوبی عجب لگتا ہوا

وہ بعیش لی دوریاں سربسر
چھولگا تماشا نہا الگو لگا جال
سنہری معرق مجسں سایبان
وہاں ہر طرف آئینہ جو لگا
وہ مخمل کا فرش اوسمیں الساکریس
زمین لحلحی اوسمیں روشن مدام
جہیر لیت مرصع کا والان بیں
زمیں پر بنی اسطور اوسکی جھلک
زمین کا گردوں اوسکی لگیا بیں ہاں
لی سنگ مرمر سے جو پر کی نہر
لیوں کیا میں کیفیت دار و لیت
ہوائے بہاری سے گل ہا پلی
زمرد کی مانند سبزہ کا رنگ
روش کی صفائی پہ لی اختیار

کہ مہ کا بنا جسمیں بار نظر
نگہ کو وہاں نسی گذرنا محال
وہ دیوار اور در کی گل کیار یان
گیا جو گیا لطف اوسمیں سما
تبرسی جس کی الگی یہ پائی ہوس
معطر شب و روز جسکی مسام
حملتا اسطرح مرآن بین
ستاروں کی جیسی فلک پر چمک
کہ صندل کا ایک پارچہ باغبان
لی چار طرف اوسکی بانگی لہر
لگائی زمین پاک وہاں می بہشت
چمن سارے کا سیراب آدر ققہی
روش کا جواہر کی جیسی نگ
گل اشرفی لی کیا در نثار

چمن جیسی ہرا باغ گل سیتی چمن ‌ ‌ کہیں نرگس و گل کہیں نسترن
چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا ‌ ‌ کہیں رای بیل اور کہیں موگرا
کہری ساخ شبو کی ہر جا نشان ‌ ‌ مدن بان کی اور ہی آن بان
کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار ‌ ‌ جدی اپنی موسم میں سب کی بہار
کہیں جعفری اور گیندا کہیں ‌ ‌ سیمان شب کی داودی کی کہیں
عجب چاندنی میں کلو کی بہار ‌ ‌ ہر ایک گل سفیدی سیتی مہتاب وار
کہری سرو کی طرح جیسی کی جہار ‌ ‌ کہی تو کہ خوشبو ہو لگا بہار
کہیں زرد سرخ کہیں یاسمن ‌ ‌ عجب رنگ پر ارغوانی چمن
ہری ہر طرف اچھو سمہی ‌ ‌ کرین قربان سرو پر جیجی
گلو لگا لب نہر پر جھومتا ‌ ‌ اوسی اپنی عالم مین منہ چومتا
وہ جھنک جھنک کی کر باجتان ‌ ‌ نشی کا سا عالم گلستان پر
لہری شاخ در شاخ باہم نہال ‌ ‌ ہمیں ہاتھ جیوں مست گردن میں ڈال
لب جو کہ آئینہ میں دیکھ قد ‌ ‌ اکڑتا گری سرو کا جد نہ تد
خراماں ہوا صحن میں چار سو ‌ ‌ دماغوں کو دیتی ہری گل کی بو

کری ہر قلر زاور قمری — رہیں ساتہہ مرغابیوں کی پری

صدا قوقو بکی بطوں کی وہ شور — درختوں پر لگلی بندروں پر مور

چمن آتشی گل سی دیکھا ہوا — ہوا کی سنبل باغ مہکا ہوا

صبا جو کی ڈہر بان کری ہل — پڑی ہر طرف مولسریوں کی ہول

وہ کیلوں کی اور مولسریوں کی جہانو — لگی جابجا لکس لیمو خیلکی ناون

لی ہاتہہ میں ملتچی بالتی — چمن کو سرین دیکہتی بالتی

کہیں تخم بانٹی کرین کہود کر — پڑی جاجا بن کہیں کہود کر

ہوس سی کلوں پر سے بلبلیں — تعشق کی پیستی بانیں کرین

سماں قمریاں دیکہہ اوس الکا — پڑہیں باغ تخم گلستان کا

وہ داداییاں اور مغلانیاں — ہرین ہر طرف اوسمیں جلوہ کنان

خواصوں کی اور لونڈیوں کی ہجوم — محل کی وہ چہلیں وہ لیس کی دہوم

تکلف کی بہنی ہوہین سب لباس — رہیں رات دن شاہزادی کی پاس

کنیزان ہمہ رو کی ہر طرف ریل — بہ چہلی کوئی اور کوئی رای بیل

بیلونی کوئی اور کوئی شام رو — کوئی چلکی اور کوئی کام رو

کوی کبکی اور کوی گلاب
کوی مہ رس اور کوی باتاب

کوی سیونی اور کہیں مکہہ کوی
کوی دل لگن اور کہیں سنگہہ کوی

اودہر اور ابدہر اٹہیاں جاتیان
پہریں اپنی جوبن کو دہلاتیان

کہیں اسی اپنی سنواری کوی
اری اور رسیلی نکہاری کوی

کہیں چنگلیان اور کہیں تالیان
کہیں قہقہہ اور کہیں گالیان

بجاتی پہری کوی اپنی کڑی
کہیں آوری اور کہیں وا بجہڑی

دکہاوی کوی کوکہہ موتر موتر
کہیں سوت کوہی کہیں ناہور

اداسی کوی ہتی حقہ بہی
دم دوستی کوی بہر بہر جہی

کوی حوض میں جاکی غوطہ لگای
کوی بہر بہر بتہی ناون ہلای

کوی اپنی طوطی کی لیوی خبر
کوی اپنی مینا پہ رکہی نظر

کیسی کو کوی دہول ماری کہین
کوی جان کو اپنی واری کہیں

مقابا کوی کنول سیتی لگای
لبون پر دہری کوی اپنی جمای

کوی ارسی اپنی آگی دہری
اداسی کوی شانہ لیلی کری

ہوا وہان کلو سی دو بالا بہتان
اوہی ما عمس سہ ہی ناچ [illegible]

غرض لوگ تہی بہہ جو ہر کام کی
بابت جب وہ اس بارہ میں کہ نہایت
سنو تہی اوسکی مکتب کی شتابی عیان
معلم الملک و منشی ادیب
کیا قاعدہ سیکھنی نحو و صرف کلام
دیا تہا زبس حق نی ذہن رسا
معانی و منطق بیان و ادب
خبردار حکمت کی مضمون سبی
لگا ہیت و ہندسہ تا نجوم
کی علم لوگ زبان حرف حرف
عطارد کوالی لگا اوسکی زبس
ہوا جب کہ لو خط وہ سیرین رقم
لیا ہاتہ جب خامہ مشکبار
عروس الخطوط او ثلث و رقاع

یہہ سب واسطی اوسکی آرام کی
پدر اور مادر کی شفقت کی ساتہہ
ہوئی ہر اوسی شادیوں کی سمان
ہر ایک فن کی اوستاد تہی قریب
تیار ہی لکی علم اوسکو تمام
کی بر سمیں علم سب تیرہ چکا
تہی اوسنی معقول و منقول سب
غرض جو تہا اوسنی قانون سبی
زمین آسمان مین تہی اوسکی دہوم
اسی نحو سی عشر کی اون نی صرف
ہوا سادہ لوحی مین وہ خوشنویس
ہر اک کر لیکی سات ہی نو قلم
لیکہا نسخ و ریحان و خط غبار
خفی و جلی مثل خط شعاع

سکتہ کیتا او تعلق جب ۔ رہی ویلہ حیران اپالیں سبب

کیا خط کلدار حسن سی فراغ ۔ ہوا صفحہ قطعہ کلدار باغ

کرون علم او سکالیاں تک بیان ۔ کہ اب جا ہی مختصر یہ بیان

کماں کی جو ورزش ہوا لی نظیر ۔ لیا کھینچ چلی مد سبب کماں تیر

صفائی میں مو فاریکاں کیا ۔ کیا جیانہ تو وہ بر طوفاں کیا

رکیا جو ٹینٹی ہی جو لکری پہ من ۔ کیا اپنی قبضہ میں سب او سعا فن

ہوی وبیت بازو کی سر بیان ۔ اورای کی ہمانہ سی کیا نہاں

کئی و عمل سیکلیا تیہ لیب لعنک ۔ کہ حیران ہوی دیکھ اپنا فلک

رکیا موسیقی پر ہی لحجہ خیال ۔ کیا قند سب او سنی ہنوز دن تال

طبعت کی لحجہ جو تصویر پر ۔ رکھی رنگ سب او سکی نظر

سنوا اوں صمالو کی تیی صال ۔ مروت کی جو اوسیت کی جال

رذالوں سی نفرو نسی نور اوسی ۔ سدا قابلوں سی ہی صحبت اوسی

کیا نام پر اپنی وہ دلبر ۔ ہر اک فن میں مسیح ہوا بی نظیر

رسیدن شاہزادہ و طلب کردن منبواری

پلا اے ساقیا مجھکو یک جام مل   جوانی منیں آتا ہی ایام گل

غنیمت شمر صحبت دوستان   که گل چند روز است در بوستان

ثمر لی نہالی کا اگر ہو سکی   شتابی سیتی تو لی جو کچھ ہو سکی

که یک چمن کا نہیں اعتبار   یہاں چرخ منیں ہی خزان و بہار

پری جب که بار ہوئیں سالکی   کلی گلجری غنچه کی خوشحالکی

کیا شاہ نی بلوا لقو ہم کو شام   که صبح حاضر ہوئیں سب ہی خاص و عام

سواری لگلف سیتی تیار ہو   جہا کری جو که درکار ہو

کریں شہر کو ملکی آئینه بند   سوار الکیں ہو حسن حسنی دو چند

رعیت ہی خوش ہوں صغیر و کبیر   که لکلی گا کل شہر میں بی نظیر

بہر فرا محل میں گی بادشاه   نعبو نی سن حکم لی اپنی راه

ہوئی شب لیا مه لی جام شراب   گیا سجده شکر میں آفتاب

خوشی سیتی گی جلد جو شب گذر   ہوئی ساہنی سیتی نمایان سحر

عجب شب تہی وہ جوں سحر رو سفید   عجب روز تہا قبل روز امید

گیا قمر و صبح لی ماہتاب   ادتہا سورج الکی مکھ لمنا شتاب

کہا شاہ نے اپنی فرزند کو ‌ — کہ بابا نہا دھو ہوی نیت ہو

آمدن شاہزادہ در حمام و سیر کردن تاج و آمدن بہ مجلس آرای پدر

بلا آتشین اب پیر مغان ‌ — کہ ہو لی مجہی گرم و سیر و جہان

اگر جا نہاہی میری دل کا چلن ‌ — نہ دنیا وہ ساغر جو ہو قلقلیا

کدورت میری دلکی دہو ساقیا ‌ — ذرا شیشہ میں لو دہو دنا کی لا

کہ سر گرم حمام سی لی سطیر ‌ — گیا ہی نہانی کو ماہ منیر

ہوا جب کہ داخل وو حمام مین ‌ — عرق آگیا اوسکی اندام مین

تن نازنین نم ہوا اوسکا گان ‌ — کہ جسطرح ڈوبی ہی شبنم مین گل

پرستار بادہی ہوئی تو لبان ‌ — مہ و مہر سیتی طاس لیکر وہان

لگی ملنی اوس گلبدن کا بدن ‌ — ہوا ڈھڈ ہا الگ سیتی وہ جمن

نہانی سی یون تیج بدنکی دمک ‌ — برستی مین بجلی کی جیسی چمک

تدہی نہی بامی سیتی دیوار و در ‌ — تمامی وہ نہا شہر سوں کا گر

گیا نہا زبس شہر آئینہ بند ‌ — ہوا جوک کا لطف وہان چار چند

رعیت کی کثرت ہجوم سپاہ ‌ — گذرتی نہی رک رک کی سہکا نگاہ

ہوی جمع لوگتی یہ سب مرد و زن
یہ عاشق کی سن سن صورت کا ملہ
لگا لیج سبھی با ضعیف و نحیف
زبس شاد تہا وہ بہت یا حسین
نظر جسکو آیا وہ ماہ تمام
دعا شاہ کو دی کہ یار اللہ
یہ خوش اپنی مہ سی رہی شہریار
غرض شہر سی تا بہر یک سمت کو
گھڑی چار تک خوب سی سیر کر
ادسی جی کثرت فوج سی ہو سوار
سواری کو پہونچا گئی فوج اودر
جہان تک کہ تھی شاد ہاں محل
قدم اپنی حجرہ سی باہر نکال
بلا کر اگی اپنی سب ایکبار

ہر ایک تہی سطح جوں زمین و حسین
تماشی کو نکلی زن حاملہ
تماشی کو نکلی وضیع و شریف
ہوئی دیکھ عاشق کہین و مہین
کیا اونی جہک جہک کی اوسکو سلام
صدا یہ سلامت رہی مہر و ماہ
کہ روشن رہی شہر پروردگار
کوئی باغ تہا شاہ کا اوسمن ہو
رعیت کو دکھلا کی اپنا سپر
پہر اس شہر کی طرف وہ شہریار
گئی اپنی منزل میں شمس و قمر
خوشی سی وہ قبو دہی یک ای لکفل
لگا سب نی آتش وا جال جال
لگا جسکو ایکبار سب لی نثار

گیا جب محل مین وہ سرو روان
پہر را تلک پہنی پوشاک وہ
قصارا وہ شب تہی شب چار دہ
نظارہ سی تہا اوسکی دلکو سرور
عجب جوش تہا نور مہتاب کا
ہوا شاہزادہ کا دل بیقرار
کچہہ آئی جو اوس مہ کی دلمین ترنگ
خواصون نی جا شاہ سی عرض کی
ارادہ ہی تو تہی پر آرام کا
کہا شہ نی اب تو گئی دن نکل
پر اتنا ہی آد نسی خبردار ہون
لب بام جب وہ نہوئی صنم
تمہارا امیر انون بالا رہی
کہا جب خواصون نی جمع ہوئی امید
بندہا ناچ اور رنگ کا ہر سمان
رہا سا تہہ شب کی طربناک وہ
تیرا جلوہ لیتا ہا ہر وقت یہ
عجب عالم نور کا تہا ظہور
کہی تو کہ دریا تہا سیماب کا
یہہ دیکہی وہان چاندنی کی بہار
کہا آج تو تہی یہ ہمچی پلنگ
کہ شہزادہ کو آج یون ہی خوشی
کہ تہا یا ہی عالم لب بام کا
اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل
جہنو نکلی ہو چوکی وہ ہدار ہون
گرین صورہ نور کو اوس دم
کہ اپنی گہر کا قائم او بچالا رہی
ہی یہی کہ ہم ہی رہین بستر

پھرے حکم لے دہا لسی ہر شاہ کا
پچھوتا گیا یاد ہین ماہ کا

قصارا وہ دن تہا او سیتی سالکا
غلط وہم ماضی ہین تہا حال کا

سخن مولوی کا ہے سچ ہی قدیم
کہ آگے قصے کی ہو احمق حکیم

تیرے ہتی اپنی اپنی جو سب عیش ہے
نہ سمجہی زمانے کی کچہ اونچ و نیچ

یہہ جانا کی یون ہی رہیگا یہہ دور
نہ وہ دنت کی اس زمانے کی طور

کہ اس بیوفا کی ہی ہین ترنگ
یہہ گرگٹ بدلتا ہی ہر دم ہین رنگ

گر ابادہ عیش در جام ریخت
کہ صد شام بر فرق صبحش بریخت

ندارد عجب زین زنگ دہر
کہ آرد ز یک حقہ تریاق و زہر

ارام کردن بی نظیر بالای بام و سیر مہتاب

شتابی سیتی اوتہہ ساقی سیمبر
کہ چار و طرف ماہ ہی جلوہ گر

بلورین گلابی مین دی ہر گلفام
کہ آیا بلندی پر ماہ تمام

جوانی کہان اور کہان پر یہہ سن
مثل ہی کہ ہی چاندنی چار دن

اگر می کی دہتی مین لگ دیری
تو پہر چاندنی یہہ کہ اندہیر ہی

وصلی کا تہا جو جرا تو بلبلک
کہ ہو جس پر ہمین تنوکا اننگ

سراسر او قچی زری باف کی ‏ — ‏ کہ تہی رشک آئینہ صاف کی
کسی اوس پر کسنی جو مقیش کی ‏ — ‏ کہ جہبونکو تہی جنکی موتی لگی
کیجہی چادر ایک اوس پہ شبنم کی صاف ‏ — ‏ کہ تہی چاندنی حسن صفا کی غلاف
دہری اوس پہ بکیہ کی نرم نرم ‏ — ‏ کہ مخمل کو ہو حسن کی دیکہی شرم
کہاں تک کوئی اوسکی خوبی کہی ‏ — ‏ جیسی دیکہہ انکہو کو آرام ای
وہ کل بکسہ اوسکی جو تہی رشک ماہ ‏ — ‏ کہ ہر دو جہہ تہی اونکو خوبی میں راہ
کبہی نیند میں جبکہ ہوتا تہا وہ ‏ — ‏ تو رخسارہ رکہہ اوس پہ سوتا تہا وہ
چہپاتی تہی ہو تلہ حسن اوسکا ماند ‏ — ‏ کبہی تو لگاتی تہی مہر کو چاند
غرض نیند میں تہا جو وہ ہو رہا ‏ — ‏ بچہونی پہ آتی ہی بس سو رہا
ہوا اوسکی سونی پہ عاشق جو ماہ ‏ — ‏ لگا دی اودہر اوسنی اپنی نگاہ
وہ سویا جو اوس آن بنی کی بطیر ‏ — ‏ رہا پاسبان اوسکا بدر منیر
وہ مہ اوسکی کوٹہی کا نازل ہوا ‏ — ‏ کہ وہاں مہ کا عالم دو بالا ہوا
وہ ہونٹوں کی خوشبو وہ ستہرا پلنگ ‏ — ‏ جوانی کی نیند اور سونیکا رنگ
جہاں تک کہ جو کچکی تہی باردار ‏ — ‏ ہوا جو چلی ہو گئی ایکبار

غرض سیکو وہان عالم خواب تہا / فقط جالتا ایک مہتاب تہا

قضارا ہوا ایک پری کا گذر / پڑی شاہزادہ پہ اوسکی نظر

جو دیکہی تو عالم عجب ہی یہان / منور ہی سارا زمین آسمان

بہوگا سا دیکہا جو اوسکا بدن / جلا آتش عشق سیتی اوسکا تن

ہوئی لالکہہ جانو سیتی او نثار / وہ تخت اپنا لائی ہوا سیتی اوتار

دوپتہ کو اوس مہ کی منہ سیتی اوٹہا / دیا گال سیتی گال اپنی لگا

اگرچہ ہوئی تہی زیادہ ہوس / ولیکن حیا نی کہا اوسکو بس

مگ عشق مین پہر یہہ ہوجہی ترنگ / کہ لیجلی اپنکا امانت پلنگ

محبت کی آئی جو دلمین ہوا / وہانسی اوسی لی اوڑی دل ربا

لیوا جب زمین سیتی وہ شعلہ بلند / ہوا مین ستارہ سا چمکا دو چند

جلی رشک سیتی اوسکی شمع و چراغ / کہ اوس مہ کا ہوبجا فلک پر دماغ

غرض لی گئی ان کی آئین / اوتر اکر دیا اوسکو پرستان مین

عجایب شہزادی کی نظر اوکی آمدن پدراو

شہزادی محسن قبادی ہی اس سحر / کہ یہہ حال سنکر ہوا دل کباب

کبھی خوش ہی دل اور کبھی دردمند — زمانہ کی ہی جب ہی پست و بلند

یہاں تک تو قصہ مین چھوڑا بیان — ذرا اب سنو غمزدو کا بیان

کرون حال ہجران زدو کا رقم — کہ کدرا جدائی سی کیا اوپہ غم

کھولی انکھہ جو ایک کی وہاں کہین — تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہین

نہ وہ ہی پلنگ اور نہ وہ ماہ رو — نہ وہ گل ہی اور من چاہا نہ وہ [illegible]

رہی دیکھہ یہ حال حیران کار — کہ یہ کیا ہوا ہائی پروردگار

کوئی دیکھہ یہ حال رونی لگی — کوئی غم سی جی اپنا کھونی لگی

کوئی سر پہ رکھہ ہاتھہ دلگیر ہو — کوئی ہتی ماتم کی تصویر ہو

کوئی رکھہ کی زیر زنخدان چھڑی — رہی نرگس اسا گہری کی گھڑی

رہی کوئی انگلی کو دانتوں مین داب — کسینی کہا گھر ہوا یہ خراب

کسینی وئی کھول سنبل سی بال — طمانچو سی جون گل کی سرخ گال

کوئی سلای سی ہرنی لگی — کوئی ضعف کھا کھا کی گرنی لگی

نہ بن آئی کچھہ اونکو اسکی سوا — کہ کہئی یہ احوال اب شہ سی جا

سنی شہ نی القصہ جب یہ خبر — گرا خاک پر کھکی ہائی ادہر

کلیجا پکڑ تان تو بس رہ گئی
ہوا الم جو یوسف پڑی جب دہوم
کیا سر نی وہاں لگا مجہی دہی بتا
گئی لی وہ شہ کو لب بام پر
یہی تہی جگہہ وہ جہاں سی گیا
میری نوجوان ہیں کیدہر خاوں اسیر
عجب بحر غم میں ڈوبا مجہی
کروں اوس قیامت کا کیسا بیاں
لب بام گستر جو تکیہ ہوئی
شب آدہی وہ اسطرح سوتی گئی
عجب طرح کی شب تہی تہا وہ
سحر لی گیا جب گریبان چاک
اوتہا ہر طرف شہر میں شور و غل
غم و درد سی دل جو سبکا بہرا

کلی کی طرح سی یہیں رہ گئی
کیا خادموں نی محلمیں ہجوم
عزیز و جہاں سی وہ یوسف گیا
دیکہایا کہ ہوتا تہا جہاں سیمبر
کہا ہای تہا یہاں سی گیا
نظر تو کی مجہہ پر نہ کی بی نظیر
عرض جان سی تو نی کہویا مجہی
ترقی میں ہر دم تہا شور و فغان
لگی کی زمیں ساری اوپر ہوئی
رہی آدہی باقی سو روتی گئی
قیامت کا دن تہا نہی رات وہ
اوڑانی لگی ملکی سب سر پر خاک
کہ غایب ہوا اس چمن سی وہ گل
ہوا شہر سارا وہ ماتم سرا

گیا لپکا وہ سرو اس باغسی — نظر ہول آئی لگی داغسی
اگر نا گئی سرو سب اپنا پھول — اوڑالی لگیں قمریاں سر پر دہول
صدا اب جو کوئی اوہوں کی سنی — تو کوکو آذیلی جگر یک بہتی
ہوئی خشک اور زرد ساری نہال — ثمر لگ کی پانون ہوئی پایمال
ترا ایسی بلبل کا دل ہت کیا — کاولکا جار در وسی ہت کیا
لگی اگ لالہ کی دلکو تمام — دیا اگ مین پہنک غر لکا جام
وہ لبریز نہرین جو تہیں جب بجا — سو انکہو نکو وہ رہ گیئں ڈبڈبا
ترا ماتم اوس باغمیں لسا یہ سخت — ہوا انجل ماتم تمامی درخت
لگی تہی جو بیتی درختوں کی ساتہہ — وہ ہل ہل کی ملتی تہی البسمن ہاتہہ
گری غمسی انگور مدہوش ہو — پڑی ساری سب وہ سبہ پوس ہو
اوچہلتی تہی فوارہ اوسکی جو واں — گیا سب نکل اوسکا آب و توان
قطرہ پر جو کچہ اشک تہی جہڑ گئی — غرض رو لی رو لی کتری پڑ گئی
ہوا حال چشموں کا ساں یک تباہ — گیا رخت پانی نی اپنا سیاہ
کہاں وہ کوئیں اور کیدہر آبشار — کوئی دلمیں رو لی کوئی فوارہ مار

نہ لگتی تھی عالم نہ وہ قمری — نہ وہ آنچو بین نہ سبزی ہری

جہاں رقص کرتی تھی طاؤس باغ — لگی بولنے اون منڈیروں پر زاغ

منقش جہاں تھی وہ رنگیں مکان — ہوئی تھی سب وہ جوں دیدۂ خوں چکاں

گلوں کی طرح کھلتی تھی جو دل — سو وہ سب خزاں سے ہوئی مضمحل

خزاں کا الم دلمیں جو آگرا — جگر برگ گل کی طرح تھا جھڑ پڑا

نہ غنچہ نہ گل نہ گلستاں رہا — فقط دلمیں ایک خار ہجراں رہا

نہیں ایکصورت پر کوئی مدام — اوسی کی غرض ذات کو ہی قیام

لٹتا تھا بہت باپ کی مال وزر — ولیکن نہ پاتی کچھ اوسکی خبر

وزیروں نے دیکھا جو احوال شاہ — کہ ہوتی ہی اب اوسکی حالت تباہ

کہا ہم کو جدائی گوارا نہیں — ولیکن خدائی سے چارہ نہیں

نہیں خوب اتنا نہیں اضطراب — نصیبوں سے ملجائے شاید شتاب

خدا کی جناب اسمیں کیا بعید ہی — یہہ کہتی ہیں جینا کو امید ہی

خدا کی خدائی تو معمور ہی — غرض اوسکی نزدیک کیا دور ہی

کہا سب نے سمجھا کی اوس بادشاہ کو — کہ دیکھو گی تم اپنی اوس ماہ کو

سدا الکیسان دم گذرتا نہیں / کوئی سناہے پر تو پلی ورنا نہیں

یہہ کہہ اور شہ کو تہا تخت پر / بہر نوع رہتی تہی کلید کر

ذرا خصر رہ تو بہی ہو سے فنا / کہجے دیکہی میں لپوح اوسکا بنا

نہائی کہیں بہان تو اوس کلکی بو / کرون اب پرستان میں جستجو

اوتری جو پری وہانسی لیکر اوسی / اوتارا پرستان اندر اوسی

وہان ایک تہا سبز کا اوسکی باغ / کہ جس کی گلونسی ہو تازہ دماغ

رباحین گل اوسمیں انواع کی / طلسمات گل اوسمیں انواع کی

طلسمات کی ساری دیوار و در / نہ تہا کوئی سی کو ہی نہ تہا کوئی ہی گہر

طلا اور منقش مشبک تمام / یہہ کیا ہو جو ہو دہوپ کا اوسمیں نام

گری جہن وہان اس لطافت سی دہوپ / کہ زردی کا جیون رخ عاشقان روپ

نہ آتش کا خطرا نہ پانی کا ڈر / نہ سردی نہ گرمی کا اوسکو خطر

جڑی آور ہی سب گلونکی مکان / جہان جا بجا ہیں لگی رکہہ دین وہان

درخشندہ ہر سقف دالان کی / کہ دیوار جیسی چراغان کی

زمین وہاں کی ساری تھی جواہر نگار — اوپر میں چمن اور ہوا میں بہار

کیسی کو تجسّس ہو جنکا اشتیاق — نظر آوی وہ چیز بالائی طاق

جواہر کی اور زر کی وحش و طیور — خراماں ہیں ہر یک صحن میں دور دور

ہیں رنگوں ساری وہ حیوان ہو — کریں رات کو کام انسان ہو

لگی ہر طرف کو ہر شب چراغ — وہی دن کو گوہر دیتی ہیں چراغ

پری لنگی ہیں سیسی کنچونکی نمود — اوسیی دیکھ عاشق ہو چرخ کبود

بنائی ہوئی جال باہم نہال — گل و غنچہ وہاں کی تھی دور از خیال

صدا ایسی آب رواں کی — کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی

رہی وہاں کی حجرہ نکا جو در کھلا — تو دنیا کی باجو کی آوی صدا

اگر بند کر دیجئی ایک بار — تو چوں ارغوان راگ نکلی ہزار

معانو ہیں مخمل کا فرش و فروش — بخط سلیمانی اون پر نقوش

طلسمات کی پردی اور چلوتیں — ارادہ پر دل کی اوٹھیں اور گریں

خواصیں ہیں پریزاد اوسمیں تمام — پہریں گرد گرد اوس پری کی مدام

سر بسر ہیں گلا مرصع نگار — سراپا برنگ گہر آبدار

رکہا ساتہ اوپکا اوسمیں پلنگ
قضارا اٹہلی ایکلہ اوس گلگی جو
نہ وہ شخص دیکہا نہ وہ اہی خب
اجنبی کا جو خواب دیکہا وہاں
زبس تہا وہ لڑکا سمجہا ہی کچہ
سرہانی جو دیکہی مہ چاردہ
کہا کون ہی تو یہہ لگتا ہی گر
پیراہن کو ادہر لی اودہر سی نقاب
خدا جانی تو کون ہیں کون ہون
براب تو ہی تو میری مہمان ہی گر
یہہ اگر کو کہ میرا ہی تیرا اہس
تیری عشق نی مجہکو شیدا کیا
جدا کر تیرا کیسی شہر و دیار
پری ہو یمیں اور یہہ پرستان ہی

کہلا حسن ہی اوسکی ہمکلی کا یک
نیا ہی وہاں شہر کی اپنی بو
تعجب سی ایک ایک کو تک رہا
لگا کہنی یارب میں آیا کہاں
ہوا کچہہ وہ دلگیر حیران ہی کچہ
کہ ہی اجنبی سی وہ ایک ریک مہ
لی آیا مجہی کون گہر سی ادہر
دیا اوس پری نی یون ہنسکر جواب
مجہی ہی تعجب ہی میں کہا کیون
لی آئی ہی تجہکو قضا و قدر
براب گر یہہ تیرا ہی میرا اہس
تیرا غم ہہری دلمیں پیدا کیا
یہہ بندی تجہی لائی ہی بی تقصیر وار
بہان نسبت یہہ قوم بیجان ہی

کہان صورت جن کہان شکل انس — غرض پھر ہی صحبت غیر جنس
پری کو ہوی شادی اوس مین کو غم — بہ لاچار کیا کر سکی وہ صنم
کبہی یون ہی ہی گردش روزگار — کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار
غرض دلکو جیون تیون لگایا وہان — کہا اوسنی جو کچہہ کہا اوسنی ہان
ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس — رہی وحشیونکی طرح وہ اوداس
کبہی اشک انکہون مین بہر لای وہ — کبہی سانس لیکر رہی ہای وہ
وہ حلونکی چہلین وہ گلگا سمان — رہی روبرو دیہان مین ہر زمان
وہ شفقت جو ماباپ کی یاد آی — تو رو رو کی اتونکو دریا بہای
کبہی اپنی ہاتہای بر جسم کری — کبہی اپنی اوپر دعا دم کری
کری یاد جب اپنی یار و صنم — فغان زیر لب وہ کری دمبدم
بہانی مین دن رات سوا کری — نہو جب کوی تب وہ رویا کری
غرض اضطراب اوسکو ہر حال مین — کہ جیون مرغ تڑپی پڑا جال مین
غرض ماہ رخ اوس پر لگا نام — پدر سی کیا تہا یہ پوشیدہ کام
کبہی گہر مین رہتی کبہی تہی یہان — کہ تا راز اوسکا نہووی عیان

زلبس وہ پری تہی نہایت ذی شعور ... نئی چیزیں لاتی تہی اوسکی حضور
عجایب غرایب پرستان کی ... دیکہاتی تہی ہر شب اوسی آنکی
نئی ساز و ہاتکی نئی راگ و رنگ ... کہ تا دل لگی اور نہوجی پہ تنگ
نئی کہانی اور میوہ اقسام کی ... مہیا سبب اسباب آرام کی
نئی کشتیان زر و پوشاک کی ... خوش اید سدا جان غمناک کی
شرابوں کی شیشہ جو جی چاہتی ہین ... گزک وہ نہ تکلیں جو آفاق مین
شراب و کباب بہار و نگار ... جوانی و مستی و بوس و کنار
نہ تہا اور کچہ غم تو اوسکو وہان ... بغیر از غم دوری دوستان
اوسی غم سی کہل کہل کی مرتا تہا وہ ... سدا شمع سان آہ کرتا تہا وہ
اید ہر چار ناچار جہلکتا تہا وہ ... ولی غیر جنس سی رکتا تہا وہ
پری وہ جو تہی دل لگاتی ہوئی ... وہ بنتی تہی اوسکو اوترائی ہوئی
وہ تہی نازنین تہی نہایت عقلمند ... نہ کہی سی کچہ اوسکی ہوتی تہی بند
کہا ایکدن اوسنی ای بی نظیر ... میری دام مین تو ہوا ہی اسیر
تو ایک کام کر ایک پہر ہر کہین ... کیا کر تو ٹک سیر روئی زمین

تو رگ رگ کی دلکو لگا ہی بند ... نہ ہووی کہین تیری دلکو گزند
سر شام جاتی ہو نہیں باپ پاس ... اکیلا تو رہتا ہی اپس جا اوداس
یہہ کہوترا میں دیتی ہوں کلکا تجی ... ولیکن یہہ دی تو جلکا مجی
اگر شہر کی طرف جاوی کہین ... دیاول کیسی سی لگاوی کہین
تو ہر حال ہو جو کہنکار کا ... وہی حال ہو جیسی دلدار کا
کہا کیونکہ میں تمکو جاونگا بہول ... مجی جو کہا تمنی سب ہی قبول
کہا ماہ رخ نی کہ تیری بخت ... کہ بخت تجی ہیں سلیماں کا تخت
جو اوتری تو کل اوسکا یوں جہور تو ... جو ہر عکس جا ہی تو یوں موڑ تو
زمیں سی لگا اور تا آسمان ... جہاں جا ہیو جا یو تو وہاں
کہوں کیا میں اوس اسپ کی جو بیان ... جہاں جا ہیو جا یو تو وہاں
اوڑا کل کی کہوڑا فلک پر ہوا ... جو کیسی تو کیسی او دیسی باد پا
نہ کہاوی نہ پیوی نہ سووی کبھی ... نہالی نہ بیمار ہووی کبھی
نہ خشری نہ گرمی نہ تپ لوردہ ... نہ دہ کہہ لنگ اور نہ جہہ موڑ دہ
نہ تد لگا نہ مو تر لگا خلل ... نہ ہیئت نی اوپر ستار کا بل

[illegible]

نہ ساین نہ ناگن نہ بھوتکا ڈر
ہر ایک خوف سیں وہ عرض تھی خطر

یہہ تھا کہور جا اوس محل تھا جس کا
فلک سیر تھا نام اوس رخش کا

شرم وہ بی نظیر جہان
اوسی رخش پر ہو کی جلوہ کنان

ہر یک طرفسیں ہو کدر تھا وہ
وہی یک پہر سیر کرتا تھا وہ

پہر جب کہ بجھا تو پر تھا سراب
کہ پر قہر تھی ماہ رخ کا عتاب

رفتن شاہزادہ بطرف باغ و ورود آمدن انجا

کید رہی نوای بیاتی شوخ رنگ
کہ ایا ہوں میں ہٹی ہٹی نہ تنگ

پلا جھکو دارو کوئی تیز تند
کہ ہوتا چلا ہی پر افزین کمند

میرا تو سن طبع تو بر لگا
مجھی تھا انسی لی چل فلک پر اوڑا

سنو ایکدن کا یہہ ہم واردات
گیا سیر کو لی نظر ایک رات

ہوا تھا کیاں اوسکا ایک جا گذر
سہانا سا ایک باغ آیا نظر

سفید ایک دیکھی عمارت بلند
کہ تھی نور میں چاندنی سی دو چند

وہ جیتگی ہوی چاندنی جا بجا
وہ جاڑی کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا

وہ تکڑا فلک اور مہ کا ظہور
لگا شام سی صبح تک وقت نور

یہہ عالم جو دیکھا تو کوٹھی پہ آ — اوتر اپنی گھوڑے سیتی اور پھر جھکا
لگا دیکھنی اوس مکاں کی تئیں — کہ دیکھوں تو یہاں کوئی ہی یا ناہیں
جو دیکھا تو ایک کچھ آیا نظر — کہ سب کچھ کیا اوسکی جیسی اوتر
کہا جیسی اپنی جو کچھ ہو سو ہو — ذرا چل کی اس سیر کو دیکھ تو
یہہ کہہ نیچے اوترا دلی پانو وہ — نظر سیتی بچائی ہوی جیسا تو وہ
الک کیول ہاتھو نسیتی وہاں کی کنوار — چلا سایہ سایہ درختوں کی اتر
تھی ایکطرف گنجان باہم درخت — کہ بیٹھی ہوں جسطرح مستاق سخت
لگا وہاں سیتی جیب کی کرنی نظر — درختوں سیتی جیوں ماہ ہو جلوہ گر
جو دیکھی تو صحبت عجب سی وہاں — عجب چاندنی ہی عجب ہی سماں
عجب صورتیں اور تختہ محل — چلا دیکھتی ہی دل اوسکا نکل
ملی جنس کی اپنی جو اوسکو بو — لگا تکنی حیرت سیتی حیران ہو
نظر آی وہاں چاندنی کی بہار — کہ انکھوں نی کی خیرگی اختیار
در و بام ویسی ہی ساری سفید — ہر ایک طاق محراب صبح امید
معرق زمیں پر تمامی کا فرش — چمک جس کی لی فرش سیتی تابعرش

کی اوسکی عالم پہ جب دم نگاہ ۔ اور آئی نظر اوسمیں ایک رنگ ماہ
طرح اوسکی ہر دل کی مانوس تہی ۔ کہ گویا وہ شیشہ کی فانوس تہی
ہر ایک سمت وہاں نور کا ازدہام ۔ لگی آئینہ قد آدم تمام
ملبب وہ جوہر کی پاکیزہ نہر ۔ بری چشمہ ماہ سی جسمیں لہر
لب نہر پر صف جو غور کی ۔ تو بہتر ہی سی تہی ایک بلور کی
پتری اوسمیں فوارہ چہتی ہوی ۔ ہوا پیچ موتی سی لپتی ہوی
مرصع پترا اوسمیں منقش ہو ۔ گرا ماہ وہاں رشک سی پرزہ ہو
لئی گرد منقش جہوتی تپری ۔ ہر ایک یہ ستارہ اوتر اوپن گرتی
عرض اپنی صنعت سی تارونکو نور ۔ زمین کو فلک کا بناتی تہی جور
ہوا اوسمیں جو گنونسی جھلکی بہم ۔ ملیں جلوہ مہ کو زیر قدم
فقط چاندنی میں کہاں طور یہہ ۔ کہ طرح یہ جب تک ملی اور یہہ
زمانہ زر افشاں ہوا ار فشاں ۔ زمین سی لگا آسمان زرفشان
گل و غنچہ نسرین و باخ خروش ۔ زمین چمن سب جبین عروس
خرامان زری پوش ہر ماہ وش ۔ کرین مہر و مہ دیکہ کر جسکو غش

لٹکتا ایک نگینہ زر نگار / کہ تھی جس کی جھالر پر موتی نثار
جڑاؤ وہ ایستادہ الماس کی / ڈھلی ایک سانچہ کی ایکراس کی
کھچی ہر طرف ڈوری زرتار کی / لڑی جیوں کناری کی ہو ہار کی
کہوں کیا میں جھالر کی اوسکی پھبن / کہ سورج کی ہو گرد جیسی کرن
ہورق بچھی مسند ایک جھلملی / کہ تھی چاندنی جسکی قدموں تلی
نہ ہیولی سماتی تھی نکہ وہری / کہ تھی وہ فقط حسن ہی سی بھری
بلوریں صراحی و جام بلور / دل و دیدہ وقف تماشائے نور
زمیں نور کی آسمان نور کا / جدھر دیکھو اودھر سماں نور کا
چمن ساری داؤدی نسی بھری / جو انان شبو کی ہر جا کھڑی
ستاروں کا مہتاب میں حال یوں / کہ جو نہ میں پانی کا قطرہ ہی جیوں
اگر کیجئی سایہ اوپر نگاہ / تو ہی وہ بھی جیوں سایۂ مہر و ماہ
کری ہی نگہ جس طرف سی گذر / تو جز نور آتا نہیں کچھ نظر
کری تو سہی حسن کو انتخاب / ہر ایک آینہ میں ہی ہی با تاب
نظر جس طرف جائی نزدیک دور / او سی ایک مہ کا ہی ہر جا ظہور

تکلف اپسی وحدت سی کثرت مین آی ‎ ‎ ‎ وہی نور ہی جلوہ گر جا بجا ی
نئی رنگ ہی ہر طرف ماہتاب ‎ ‎ ‎ وہی ایک نکتہ کی حسن کی کتاب
حقیقت کی لیکن مصاحب ہی ہو ‎ ‎ ‎ کہ دیکھی نہ اوسکی سیوا غیر کو

دیدن شاہزادہ بدر منیر را

کڑالی میری سامنی سی قبا ‎ ‎ ‎ مہ چاردہ کو دیکھا کر پڑا
کہ دیکھی سبی جسکی ہو دلکو سرور ‎ ‎ ‎ نظر کام کرجا ہی نزدیک و دور
کرون اوس مقابلی ملکین کا بیان ‎ ‎ ‎ کہ ہی بعد خاتم نگین کا بیان
وہ مسند جو تہی موج دریای حسن ‎ ‎ ‎ وہان دیکھی ایک مسند آرای حسن
برس پندرہ ایک کا سن و سال ‎ ‎ ‎ نہایت حسین اور صاحب جمال
خواصین کہڑی ایدہر اودہر تمام ‎ ‎ ‎ ستارونکا جیون ماہ پر ازدحام
وہ بیتہی تہی سیج دہیج بنائی ہوئی ‎ ‎ ‎ دل اوس چاندنی پر لگائی ہوئی
اودہر آسمان پر درخشندہ مہ ‎ ‎ ‎ ایدہر یہ زمین پر مہ چاردہ
پڑا عکس دونوکا جو نہر بین ‎ ‎ ‎ لگا تو تنی چاند برابر بین
نظر آی اتنی جو اکبار چاند ‎ ‎ ‎ زمانہ کی مہ سی لگا چار چاند

عجب طرح کا حسن تہا جانفزا
که مه روبرو جس کی تہا تاک رہا

کہوں اوسکی پیشواز کا کیا بیان
فقط ایک پیشواز آب روان

زبس موتیوں کی تہی سنجاف کل
لگی تو کہ تہی تہی موتی میں تل

اور ایک اوڑہنی جوں ہوا یا حباب
جیسے دیکہہ شبنم کو اوی حجاب

صباحت صفا جسمیں جہلکی ہوی
پڑی اسر پر کناری پہ ڈہلکی ہوئی

گریبان میں ایک تکمہ الماس کا
ستارا سا مہتاب کی پاس کا

وہ کرتی وہ انگیاں جواہر نگار
نیا باغ اور ابتدا کی بہار

جہلک پاجامہ کی دامن سی یوں
نظر اوی آینہ میں برق جیوں

صفائی وہ پوشاک کی دیکہو
نظر سوزن میں نہی کہ بہلی تہو

وہ ترکیب اور جاند سا وہ بدن
وہ بازوبند ڈہلکی ہوئی نورتن

جڑاو وہ بالی کی نالہ کا رشک
وہ موتی کی مالہ کی عاشق کا اشک

وہ انکہوں کی مستی وہ ورتا کی لو
کرن پہول کی اور بالی کی جہوک

وہ موتی کا دولڑا وہ موتی کا ہار
سدا اشک عدیدہ جس پر نثار

نگاہ دیکہ بہلکی نہیں تربیت لڑا
سراسر لگی حسن اوسکی تڑا

جہاں لگ بولکا کروں کیا بیان ‌ ‌ ‌ کہ اوتہی نہی ہاتھ ہو نسی اوسکی فن
جڑاؤ دیکھتی وہ چمپا کلی ‌ ‌ ‌ رہی ہیتی الماس کو بیکلی
تلی اوسکی موتی لگی گرد گل ‌ ‌ ‌ کہ جیوں شبنم آلودہ ہو برگ گل
جواہر سی مینا کی ہیکل جڑی ‌ ‌ ‌ کمر اور کولہی کی نیچی پڑی
فقط موتیوں کی تڑی پا یہ زیب ‌ ‌ ‌ کہ اوسکی قد سی گرا ہی رب
کسی کی کہاں ہاتھ وہ پای آی ‌ ‌ ‌ جواہر جہاں بانو تیز تیز کی جای
سراپا زباں ہوا گر مرا تن ‌ ‌ ‌ سراپا میں اوسکی کہوں کیا سخن
سب اعضا بدن کی ہوا ہی در صفت ‌ ‌ ‌ ہر ایک کام میں اپنی چالاک چست
جہاں راستی چاہی جا راستی ‌ ‌ ‌ کجی جس جگہہ چاہی وہاں کجی
وہ ہر اجیسی دیکھیہ داغ کہائی ‌ ‌ ‌ وہ نقشا کہ تصویر کو حیرت آی
جو کچھ چاہی ہیک نک سک سی انگ ‌ ‌ ‌ نزاکت بھری آنوتی کا سا رنگ
کچھ ایک عکس اور کچھ ایک ایک تن ‌ ‌ ‌ غرض ہر طرح میں اوہونکی پہن
کرشمہ ادا غمزہ ہر آن میں ‌ ‌ ‌ غرض دلبری اوسکی فرمان بن
تغافل حیا ناز و شوخی غرور ‌ ‌ ‌ ہر ایک اپنی موقع سی وقت ضرور

تبسم ترحم تکلم ستم
موافق ہر ایک حوصلہ کی کرم

قد و قامت آفت کا تکرار تمام
قیامت کری جسکو جھک جھک سلام

کمر کو کہوں کیونکہ میں اوسکی ہیچ
نہ اوی نظر تو ہی قسمت کا پیچ

وہ رخسارہ نازک کہ ہو عاوی لعل
اگر اوون پر بوسہ کا گذری خیال

وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن
جھکی ہی شاخ نخل گلستان حسن

نگہ ہی آفت چشم عین بلا
فراوی صفو کی اولت برملا

در گوش جب اوسکا تابندہ ہو
صدف کا دل صاف شرمندہ ہو

وہ بینی کہ جس کی نہیں کچھ نظر
ہی انگشت قدرت کی سیدہی لکیر

نہیں زیب مالش کو ہاں کچھ حساب
بیاض گلو سب کی ہاں انتخاب

وہ بازو وہ ساعد ہری گول گول
برابر ہو الماس کی جنکا مول

وہ زانو کہ آجاوی گر اوس میں ہر
تو ہر عمر ہر ہاتہ زانو کی سہانہ

زلیس مثل آینہ تہا اوسکا تن
کہی تو کہ تہی صاف عکس دقن

وہ دست حنا بستہ خوبی کی بات
شفق ہوی جیون صبح سی آفتاب

وہ ساق بلورین وہ انداز پا
ہری ہر سحر چشم دلمیں ندا

وہ اٹھکھیلیاں اور اوسکی وہ چال / کہ دل جیسی عالم کا ہو پائمال
بنا کبک کیسی گو چال لای / کہاں پر وہ رفتار کو اوسکی پای
الگ چال اوسی کوئی کیا چلی / نہی انداز سب اوسکی پاؤں تلی
عجب پشت پا صاف انگشت پا / کف پا دیکھاوی او سبی پشت پا
مروق جواہر سبی الک جفت کفش / نہ وہ مفت پا بلکہ پا مفت کفش
یہہ قدرتکا اوسکی جو دیکھا خیال / کہا شاہزادہ نی یا ذوالجلال
درختونسی جہ وہ دیکھتا تہا تہان / کیسی کی نظر جا پڑی ناگہان
جو دیکھا تو ہی ایک جوان حسین / درختو تلی ہی اوتت بین مہ جبین
یہہ چرچا جو پہلا تو ظاہر ہوا / ہر ایک حال سبی اوسکی ماہر ہوا
یہہ حسن ایک ہی ایک وہاں ہی غضب / ہیں برگ گل کی طرح غنچہ لب
جو دیکھی تو شعلہ سا روشن ہی کجہہ / درختو لکا روشن ہی الگن سا کجہہ
کیسینی کہا کجہہ نکجہہ ہی بلا / کیسینی کہی چاند ہی آ چہپا
لگی کہنی ما تہا کوئی ایا کوت / ستارا اترا ہی فلک پر سبی توت
کیسینی کہا ہی پری یا کہ جن / کیسینی کہا ہی قیامت کا دن

ہوی صبح شب کا گیا اوتہہ حجاب ‌ ‌ درخت میں نکلا ہی یہہ آفتاب

کیسنی کہا دیکھو ای بوا ‌ ‌ کہڑا ہی کوئی صاف یہہ دو وا

کیسنی کہا یہہ تو دلدار ہی ‌ ‌ کیسی نی کہا یہہ کچہہ اسرار ہی

یہہ البیہین باتین جو ہونی لگی ‌ ‌ اشارون کی کہا تین جو ہونی لگی

گی بابت یہہ شہزادیکی گوش ‌ ‌ یہہ سنتی ہی جا بارہا او گیا ہوش

کہا مین تو دیکہون یہہ کہکر اوتہی ‌ ‌ کیا سنناجی تورہ کر اوتہی

خواصونکی کاندہی پر دہر اپنا ہاتہہ ‌ ‌ عجب ایک اواسی چلی ساتہہ

کچہہ ایک ہول سی خوف لیالی ہو ‌ ‌ دہڑک اپنی دلسی بتاتی ہوئی

گی ہمد مین تہین وہ کچہہ تب ہین ‌ ‌ دعائین وہ پڑہ پڑہ کی آگی بڑہین

گی جب وہ دل اپنا کرکی کرخت ‌ ‌ وہان جس جگہہ تہی وہ باہم درخت

لگین جہانکنی سب کی سب وہ شریر ‌ ‌ یکا یک نظر آیا وہان نی سطیر

جو دیکہی تو ہی ایک جوان حسین ‌ ‌ کہڑا ہی وہ آیینہ سا مہ جبین

سر لی کاندہ تہوڑ دہانسی تہا لہو ‌ ‌ دی حیرت عشق نی گاڑ ہا نو

برس پندرہ پاک سولہ کا سن ‌ ‌ مراد دیکہی دانتین جو الی کادن

نی پست لب پر مسوں کی نمود بنا آتش لعل شیرین کا دود
کلیمیں تھا نیمہ سنہم کا ایک بدن تھے عیان نور عالم کا ایک
تھا گلی سنجاف جلوہ کنان کہ جیون عکس مہ زیر آب روان
دھرادھرا ایک سر پر تھا سجا تمامی کا پٹکا کمر سی بندھا
عجب پیچ سیں پیچ میں تھی نہی ہل کہ ہر پیچ پر پیچ کھاتا تھا دل
جواہر کا تکمہ کلیسی لگا ستارا ہو جیون صبح کا جگمگا
وہ موتی کا لٹکن جواہر کی ہر لٹک جس کی زیبندہ دستار پر
کھنچی ابرو اور چشم مست غرور بھری کال خورشید چہرہ پر نور
عیان چھبتی اور چالی گاتسی نمود جوانی کی ہر بات سی
وہ گورا بدن صاف سرکب وار بہری قد پر نو رتن کی بہار
ایک الماس کی ہاتھ انگشتری سراسر حنا دست پاؤں لگی
عیان چھبتی بدن ایسا دمکتا ہوا گل باغ خوبی کھلتا ہوا
جوانی ہی سب کا سماں مجمل اگر زلف کی اور کاکل کی بل
قیافہ سی ظاہر سراپا شعور جبیں پر برستا تھی عت کا نور

ولی عشق کا تیر لگا تہا ہوی
لگا تہا او دل کیسی پر لگا ہوی

یہہ دیکہا جو عالم تو غش کر گئین
وہ جیتی جو آئین تہین سب ور گئین

شتابی سی جا کر کہا یہہ انکا حال
کہ ای شاہزادی صاحب جمال

عجب سیر ہی سیر مہتاب مین
یہہ عالم تو دیکہا نہین خواب مین

کہی سی ہماری نمانو گی تم
جو دیکہو گی انکہون تو جانو گی تم

اوتہا پای گلگونکو جلدی لگار
نہ جاوی کہین ہاتہہ سی یہہ بہار

کہین اور کچھ تم نہ کیجو ہراس
چلی آ تو تک اون درختونکی پاس

گئی اوس جگہ جب وہ بدر منیر
آور اوسنی وہ دیکہا بی نظیر

گئی دیکہتی ہی سب ایسمین مِل
نظر ہی نظر جیسی جی ویسی دل

غرض بی نظیر اور بدر منیر
گری دونو اپسمین ہو کر اسیر

نہ تن اپنی کی کچھ رہی سدہ اوسی
نہ کچھ اپنی من کی رہی بدہ اوسی

تہی ہمراز ایک اوسکی دختر وزیر
نہایت حسین اور قیامت شریر

زبس تہی ستارہ سی وہ دلربا
اوسی لوگ کہتی تہی نجم النسا

شتابی سی لا اوسنی جہرکا گلاب
تب آئی تو نہین ذرا اوسکی تاب

وہ اوٹھتی تو اوٹھتی ہے حیران ہو
گل شبنم آلودہ گریان ہو

وہ بیٹھی اوہ دل شدہ بیٹھی تھک
وہیں رہ گیا نقش پا سا ہچک

کہ وہ نازنین لچکنے جھجک مے چھپا
کمر اور چوٹی کی عالم دیکھنا

چلی اوسکی آگی سی منہ موڑ کر
کہیں نیم بسمل اوسی چھوڑ کر

وگندی وشنا و پشت و کمر
وہ چوٹی کا کولہی پرانا نظر

در تعریف مو

پلا ساقیا ساغر مشک بو
کہ مجھکو ہی در پیش تعریف مو

سراسر مسی آوی یہاں تک شراب
کہ مستی میں دیکھوں رخ آفتاب

کروں اوسکی بالوں کا کیا میں بیان
کہ دیکھا کیسی رات میں آسمان

وہ زلفیں کہ دل جسمیں اولجھا رہی
اولجھنی سی جی جسکی سلجھا رہی

وہ کنگھی وہ چوٹی کی کھچی صاف صاف
کنارے کا ہچی چمکتا مصاف

کہوں اوسکی چوٹی کا کیا رنگ ڈھنگ
کہ جیوں اژدری بیٹھ میں چمکی کا رنگ

نمایاں تھی یوں اور تھی جھلک
کہ جیوں ابر میں برق کی ہو چمک

مباف زری کی کیا تھی عجب
دیا تھی گرہ دمکو دنبال شب

سنگاروں میں کو سب سی ہی وہ اوتار — یہ کہتی ہیں چوٹی کا اوسکی سنگار
نہو کیونکی چوٹی کا رتبہ بترا — کہ ایک نور ہی اوسکی سجی پہ ترا
گل سنبل اوس پر سی قربان ہی — کہ اوسکی لٹک میں عجب آن ہی
پتری تہی زبس سحر سی اوسکی نباتہ — شب و روز کو دیکہا اوسنی گا نبتہ
ولی ناتہ آتا ہی اوسکا کہتن — کہ ہی فی الحقیقت وہ کالی ناگن
اولت کر نہ سکی اوسی ہوشیار — کہ وہ ایک تارا ہی دنبالہ دار
وہ پیتہ اوسکی شفاف آینہ سان — تس اوپر وہ چوٹی کا پڑنا ہان
کہوں اوسکی عالم کا کیا ماجرا — کہ جیوں ہووی دریا پہ کالی گہٹا
بہری تہی دلوں سی زبس اوسکی مانگ — بہت دل لئی اوسنی گنگی ہی مانگ
دل عاشق اوس پر سی قربان ہی — کہ مشاطہ کا اوس پر احسان ہی
عرض حسن کا اوسکی ہی بیشب بہید — جو چاہی کری وہ سیاہ و سفید
کری سرخ جو کوئی اوس میں مناف — کری خون اپنا اوسکو معاف
کیا قتل کو اوسنی دلکو تو کیا — شفق کا نہیں شام پر خون بہا
کہاں تک کہوں اوسکی چوٹی کی بات — کہ تہورا ہی سالک اوپر تیری سی رات

دیا سو گو گرچہ ہر بار طول — ولیکن یہہ ہو عرض میری قبول

بہت موشکافی جو کی مین نی بیان — کہانی کی جاگہہ نہ تہی درمیان

اب اپنی سخن سی پہ باہر آتا ہون مین — سمان ایک تازہ سناتا ہون مین

غرض وہ مورتی جب دیکہا اپنا بال — تو گویا کہ مارا عجبت کا جال

ادائین سب اپنی دیکہاتی چلی — چہپا منہ کو اور مسکراتی چلی

غضب منہ پہ ظاہر ولی دل مین چاہ — نہان عشق آہ آہ اور عیان واہ واہ

یہہ ہی کون کمبخت آیا جو یہان — مین اب چہوڑ کر اپنا جاؤن کہان

یہہ کہتی ہوئی آن کی آن مین — چہپی جا کی اپنی وہ دالان مین

دیا ہا یہہ سی چہوڑ پردہ شتاب — گیا ابر تاریک مین آفتاب

کہ اتنی مین آگر وہ دخت وزیر — فسون پڑہ کر بولی کہ بدر منیر

تجہی جو چلی تو خوش آتی ہین — تیری ناز بیجا یہہ بہاتی نہین

میری طرف تک دیکہیو ہای ہای — مثل ہی کہ من بہای منڈیا ہلای

کہا ہی اگر تو نی گہایل اوسی — تو اب چہوڑ مت نیم بسمل اوسی

ٹک ایک خط اوتہار بد کا لی تو — فرا دیکہ اپنی حوالی کا تو

می عیش کا جام اب نوش کر — غم دین و دنیا فراموش کر
یہہ سن ہے جوانی ہے جوش و خروش — غفور ہست ایزد تو ساغر بنوش
پلا ساقیا می گل اندام کو — نگہہ ساتہہ گردش مین لا جام کو
کہان یہہ جوانی کہان یہہ بہار — یہہ جوبن کا عالم رہی یادگار
سدا عیش دوران دکہاتا نہین — گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین
سبہی یون تو دنیا کی ہین کاروبار — ولی حاصل عمر ہی وصل یار
کہان جاہ والی ہین یوسف عزیز — اری با ولی جاہ مین کر تمیز
خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جگہ — کرین یکدگر جلوہ مہر و مہ
تیری گہر مین آیا ہی مہمان غریب — یہہ ہی واردات عجیب و غریب
شتابی سی مجلس کو تیار کر — تو اس گل سی گہر رشک گلزار کر
شب و روز پی ملکی جام شراب — مہ و مہر کو رشک سی کر کباب
یہہ سن کی وہ نازنین مسکرا — لگی کہنی اچہا بہلا ری بہلا
مین سمجہی تیرا دل کیا ہی ادہر — بہانا تو کرتی ہی کیون مجہہ پہ دہر
لگی کہنی تب ہنسکی وہ ماہ وش — ہوئی تہی اوسی دیکہہ مین ہی تو غش

تمہیں لی تو جہر کا ہا محبہ پر کلاں
بہلا میری خاطر ہا و شتاب

یہہ آلیسہیں رمز و کلی باتیں ہوئیں
اشارو کی باہم جو کہاتیں ہوئیں

بولا لائی جا اوس جوان کی تئیں
کہا جہر بابن اپنی جہا کلی تئیں

بلا ایک مکانمیں بٹہایا اوسی
محل کا سمان سب دکہایا اوسی

بہر اوس نازنیں کا پکڑ اوسنی ہاتہہ
بٹہایا ہی لا آخرش گل کی ساتہہ

حشش نمودن لی نظیر با بدر منیر

بلا ساقیا مجکو صہبای عیش
لکی ہی نصیبو نسی یہان جای عیش

بہم ملکی بیٹہی ہین دو رشک مہ
قران مہ و مہر ہی اس جگہہ

ہر ایک برج رشک گلستان ہی آج
بہار وصال غریبان ہی آج

بزور اوسکو لا کر بٹہایا وہان
نہو جیہہ اوسکہری کی ادا کا بیان

دہ بیٹہی عجب ایک انداز سی
بدنکو چورائی ہوئی ناز سی

مونہہ انجل سی اپنی چہپای ہوئی
لجائی ہوئی شرم کہائی ہوئی

پسینا پسینا ہوا سب بدن
کہ جیوں شبنم آلودہ ہو یاسمن

گہری دو تلک دہ مہ و آفتاب
رہی شرم سی بای بند حجاب

اونہو کی روکی ہنسی سی خفا — ہوئی دل میں اپنی وہ نجم النسا

گلابی کو لاؤ سنی اگی دہرا — پیالہ کو پہر جلد اوسنی بہرا

کہا شاہزادی تو ہستی ہی کیا — پیالہ تو اوس بت کی مہہ سی لگا

ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو — لب لعل شیرین کو ٹک کہول تو

مین صدقہ تیری تجہکو میری قسم — لئی ساغر اوسکو پلا دمبدم

یہہ دیکہہ اوسکی منت پیالا اوٹہا — اودہر سی پہر امیہ کو اور مسکرا

کہا بادہ نوشی سی ہو جسکو ذوق — پئی یہہ پیالا نہیں اوسکا شوق

کہا شاہزادی نی ہنس کر کی یون — پیون مین کہ جسکی نہو رلیسی کیون

عرض ہو کی آپسمین راز و نیاز — پئی دو پیالہ بصد امتیاز

پہر آخر کو شہزادی نی اوٹہا — دیا ساغر اوس مہ کی مہہ سی لگا

جب آپسمین چلنی لگی جام مل — مندی غنچہ سان دل کہولی ہنس کہل

ہوئی یکدگر پہر تو عشرت حال — لگی ہونی آپسمین قال و مقال

کہا لا سند جدم در گفتگو — جوانی کی حقیقت کہی مو بمو

کہی ابتدا سی جو گذری تہی سب — جتایا سب اپنا حسب و نسب

پری کا ہی احوال ظاہر کیا
کہا ایک پری کی ہی رخصت مجہی
یہہ سن دل ہی دل پیچ کہا پیچتاب
مردتم پری پر وہ تم پر مری
ہیں سمجہی ہون تمکو بہت دور ہو
ہین اسطرحکا دل لگاتی نہین
عبث تمسی ہل دل کہپاوی کوئی
ہی شمع یہان کیون کوی اسکی سبی
یہہ سن پانو پر گر پڑا بینظیر
کوئی لا الہ جیسی ہو مجہپر فدا
کہا چل سر اپنا قدم پر دہر
سُناتی عورت کو بہتر ہی موت
یہہ رفو دکنا یا جو ہونی لگی
رہی دل ہی مین آتش دلکی بات

جیسی راز سی اوسکو ماہر کیا
زیادہ نہیں اسّتی فرصت مجہی
دیا ساہزادی نی اوسکو جواب
بس اب تم ذرا مجہسی سنہو پری
چلو اب کہین یہانسی کافور ہو
یہہ شرکت تو بندی کو بہاتی نہین
بہلی جہگی دل کو جلاوی کوئی
جلی کس لئی آتش رشک سی
کہا کیا کرون آہ بدر منیر
مین تجہپر فدا ہون مجہی اوسی کیا
کیسکی مجہی دل سی کیا ہی خبر
ولیکن تہو سامنی اوسکی سوت
تو ایسمین ہنس کی رونی لگی
پہر کئی اتنی عرصہ مین رات

خبر رات کی سن اوٹہا بی نظیر ۔ کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر
اگر قید سی چہوٹنی پاؤن گا ۔ تو پہر آج کی وقت کل اونگا
یہہ مت سمجہیو ہون مین آرام مین ۔ کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین
دل اس جا سی اوٹہنی کو کرتا نہین ۔ کوئی آپ سی جان مرتا نہین
کرم مجہہ پہ رکہیو ذرا میری جان ۔ مین دل چہوڑی جاتا ہون اپنا یہان
یہہ کہہ اوسطرف وہ روانہ ہوا ۔ دل اسطرف اوسکا دیوانہ ہوا
گیا اپنی معمول سی بی نظیر ۔ ادہر کا ہوا قید اودہر کا اسیر
بڑی ساتہہ کاٹی وہ جیون تیون کی رات ۔ اوٹہا صبح ملتا ہوا اپنا ہاتہہ
سمان شب کا آنکہون مین چہایا ہوا ۔ غرا دل مین سارا سمایا ہوا
اوٹہی جو کوئی وصل کا دیکہہ خواب ۔ نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
ہوئی بات کا لطف پانا غضب ۔ وہ پہلی پہل دل لگانا غضب
ملی و لیکن معنی کتی روز کب ۔ لگی جلنی شمع شب افروز کب
محبت مین زلف سیہ فام کی ۔ لگا دیکہنی راہ ہر شام کی
وہ دن ہجر کا روز شامت ہوا ۔ اوسی کاٹنا دن قیامت ہوا

ادیہر کا تو احوال تہا اس طرح
ولی اب سنو تم اودہر کا بیان
وہ شب اوسکو اندوہ غم مین گئی
رہی صورت انکہون مین جو یار کی
کہ امید جیسا کہ تہا ایک دلکو یاس
لگا اوسکو باتو نمین تجسم الست
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار
کہا اوسنی چل رہی دیوانہ ہو
کرون کسکی خاطر مین اپنا سنگار
غرض شاہزادی بہت دور تہی
نہا دہو گئی اوس روز ایسی بنی
وہ مکہڑی کا عالم وہ کنگہی کا رنگ
وہ مسی اور اوسکی لب لعل فام
وہ انکہو کا عالم وہ کاجل غضب

کہا مین نی کر مختصر جس طرح
ہوا طرف ثانی کا کیا حال وہان
گہڑی جو کتی سو الم مین کٹی
ہوئی یاد مین صبح رخسار کی
لبون پر ہنسی لیک چہرا اوداس
لگی کہنی جی چاہتا ہی میرا
مجہی حسن کی اپنی دیکہلا بہار
کوئی چیز اپنی ٹہکانہ نہو
وہی کون جسکو دکہاوں بہار
یہہ شکل اوسکو بہلی ہی منظور تہی
کہ دو دن کی سج دہج ہو جیسی بنی
شب ماہ ہو دیکہہ کر حسن کو دنگ
سواد دیار بدخشان کی شام
کہی تو تری نرگستان مین شب

ستم تس پہ سرمہ کی تحریر سی — کھچی ہاتہ کافر کی شمشیر سی
وہ پشواز انگ اک کی جگمگی — ستارو کی تہی الکنہ جیسی لگی
لٹکتا وہ پانو لگا مسّی کی سات — کہ جیوں دامن سیب شفق کی ہو ہاتہ
اور ایک اوڑہنی جالی مقیس کی — پری چاندنی سی مہ عیش کی
جو دیکہی وہ انگیا جواہر نگار — فرشتہ بلی ہاتہ لی اختیار
وہ باریک کرتی مثال ہوا — عیاں ہوبہو جیسی تن کی صفا
جہلک پائجامہ کی دامن سی یون — کہ روشن ہو فانوس میں شمع جیون
موقر زرلگا وہ پشوار بند — ثریا سی تابندگی میں دو چند
پڑی پانو میں کفش زریں نگار — ستارو کی جیسکی زمین پر بہار
نگا پا سی وہ نازنیں تا بفرق — سراپا جواہر کی دریا میں غرق
کہیں ہوئی ترکیب اور وہ بدن — وہ پوشاک زیور کی اوسپر پہن
وہ چھب تہی اوسکی نزاکت نژاد — چمن زار قدرت کا نخل مراد
بہری ہاتک موتی سی جلوہ کنان — نمایاں شب تیرہ میں کہکشان
وہ ہاتہی پر پینی کی اسکی چمک — سحر چاند تارو کی جیسی جہلک

ہوس ہو دیکھہ اوسکو رکو کی ہر — کبھی تو کہ ٹیکا تہا سب اوسکی سر
وہ بالی کی تا بندگی زیر گوش — جبینی دیکھہ اوترجاے بجلی کا ہوش
وہ ہیری کا ٹکہ بصد آب و تاب — وہ صبح گلو مطلع افتاب
وہ نکمہ بہ جمبا کلی کی پہن — کہ سورج کی اگی ہو جیسی کرن
وہ موتی کی مالی لٹکتی ہوئی — رہیں دل جہان سر ٹپکتی ہوئی
وہ جہالی بہ الماس کی دیکہ ہلکی — رہی انکہہ سورج کی جبیر لگی
وہ الماس کی ہیکل ایک خوشنما — تصور رہی جسکا دل سی لگا
وہ بہج بند بازوا و پرنو رتن — کہ جیون گل سی ہو شاخ بر جمن
وہ بہوجی زمرد کی اور دست بند — نزاکت میں تہی شاخ گل سی وو چند
وہ لعلوکی پازیب آویزہ وار — نزاکت میں تہی شاخ گل سی وو چند
وہ مینی کی پانو میں چہلی تہی گل — کہ انکہو سی دل اون بہ کہالی گل
وہ بالون کی بو رشک مسک ختن — وہ وو باہوا عطر میں تن بدن
زمین سی معطر ہوا تا فلک — زنانا لیا اوسکی بو سی مہک
کیا اسطرح جا جب اوسنی سنگار — ہوئی مہر و مہ دیکھہ اوسپر نثار

خواصون کی گر گو دیا انتظام
بچهاوش اور چهپر کهٹ کو صاف
وه نرگس کی دسته جو آفاق مین
ولایت کی میوه دہری چار طرف
دہری لحلحه جو اوس ایوان مین
دہری اکطرف کیاریان بیشمار
چهپر کهٹ کی پاس اک مسند بچها
چنگری بنا کر رکهه پاندان
کی عطردان وہان مرصع دہری
سنہری مجلد دہری اک کتاب
قلمدان بهی اک نرالا بهرا
دہری اک بیاض اور شنگرف جس
دہری اکطرف گنجفه خوش قماس
بہی اک چوکی تر انوره پوش

دہری شمعدانون مین جا بجا
قنادیل دیوار گیری لگا

تمامی کی پرده لگائی تمام
مرصع کا اوسپر اوتار کر غلاف
نه لعلی سو لاکر جنی طاق مین
که بیجا دی بوا وکی کل پر شرف
ہوا ہو کی عطر دالان مین
بچهنی اکطرف ڈالیون کی قطار
اور اوسپر تمامی کا تکیه لگا
قرینی سی اوسمین رکهی ہار دیان
انوتهی گهڑی کی گئی جوڑی
نظیری ظهوری کا کل انتخاب
قرینی سی زیر چهپر کهٹ دہرا
برار شه سودا و میر حسن
دہری جوسر اکطرف کو غمتراس
گرس دنکه گرغش جیسی باده نوش

صراحی و ساغر شراب و کباب | دہرا اوسے پر ساقی نی کر انتخاب
ولی او سنگور کیا یہ چھپائی ہوی | کہ چھوٹی ہنس منہ لگائی ہوی
کہو خاصہ نیر کو خبردار کر | کہ رکھیو تو خاصہ کو تیار کر
یہہ سب کچہہ ہوا جب کہ آراستہ | خرامان ہوئی سرو نوخاستہ
سر شام لی یہہ میں یک گھڑی | ولیکن گھڑی وہ کہ جگنو جڑی
روشنپر لگی ہرنی ایدہر اودہر | کہ چھپ جای سورج اوسی دیکہ کر

کردن آرایش بی نظیر برای ملاقات بدر منیر

پلا مجکو ساقی شراب وصال | کہ اب ہجر سی تنک ہی میرا حال
تڑپتا تہا ادہر جو وہ بی نظیر | ہوی تسلیم باری تو جیوتا اسیر
ہر اوسنی بہی ایسا تکلف کیا | کہ ایکدن میں جوڑیکو دہالی رنگا
تماشگی سی نہا اپسی کر درست | بنا جلد جلد اور پہن تنک و چست
پہن لعل و یاقوت کی نورتن | وہ گل اسطرح ہوگی رشک چمن
فلک سیر پر ہو شتابی سوار | ہوا آسمان کو ہوا ایکبار
یکایک جو وارد ہوا اوس جگہ | کہ جس جا خرامان تہی وہ رشک مہ

نظر نازنیں کی جو اوس پر پڑی ۔ ہوئی چادر چتو کی اوجھل گھڑی
کہ حیرت کی عالم یہ اوسکی وہاں ۔ تو دیکھا عجب رنگ ہی وہ جوان
کہ دہانی کا جو تر الم بن پڑا ۔ چھپا چاند سا سبزونیں سی گڑا
کہی تو کہ شب چاندنی آن کی ۔ نکالا ہی سر کہیت ہی دہان کی
وہ حسن اور پوشاک اور وہ شباب ۔ زمرد میں جیون جلوہ آفتاب
سیمان دیکھہ اوس شعلہ سبز کا ۔ ہوئی اوتر کی جانی کی اوسکو ہوا
خواصیں جو تہیں دم نحو د جاکر ۔ کہا اک پیرازنی آنکر
کہ اب کس طرف انکو لیجائی ۔ جہاں حکم ہو انکو بہتلائی
کہا وہ جو آراستہ ہی مکان ۔ اودہر سی تو یون ہو کی لیجاو ہان
کہی کی بموجب اوتر کر نقاب ۔ چھپا اوسکو وہان لا بتہایا شتاب
وہ بیتہا جو خلوت میں آلی نظیر ۔ اور ایدہر سی آئی وہ بدر منیر
اوسی دیکھہ اوسنی تو ہر غش کیا ۔ لباس اور زیور سی غش غش کیا
زبس حوصلہ نی جو ہلگی سی کی ۔ کیا عشق نی خانہ جنگی سی کی
پکڑ ہاتہہ مسند پر کہینچا اوسی ۔ محبت کی رشتہ سی اینچا اوسی

لگی کہنی ہی ہی میرا چھوڑنا تھا
کہا ہای پیاری جلایا مجھی
اری ظالم اکدم تو اب ٹھہر جا
تڑپتا ہی کب سی پڑا میرا دل
غرض آخرش بعد راز و نیاز
ہوا پھر تو صحبت کا گلگو کا دور
ہوئی جب وہ بدمست دو چار رو
کہ دستہ جو نرگس کی تھی وہاں ہزار
خواصین جو تھیں روبرو ہٹ گئیں
غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو
لیا کھینچ وہ اونہوں نی شتاب
لگی ہونی پردہ جو چھڑ چھاڑ
لبوں سی ملی لب بدن سی بدن
لگی پینی باہم شراب وصال
یہہ گرمی ہی جیسی رہی اوسکی ساتھ
روکھائی نی تیری ستایا مجھی
ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا
ذرا کھول آغوش اور مجھ سی مل
وہ مسند پہ تھی بصد امتیاز
ہوئی آوری اور کچھ دھا کی طور
لگی ہونی اونمیں عجب گفتگو
لگی ڈھانپنی آنکھ بی اختیار
بہانہ سی ہر کام کی ہٹ گئیں
پھر اک گت میں لیتی ہم آغوش ہو
پھنسی ایک ہو دو مہ و آفتاب
در حسن کی کھل گئی دو کنوار
دلوں سی ملی دل دہن سی دہن
ہوئی نخل امید سی وہ نہال

ملی انکھہ سیتی انکھہ خوش حال ہو — زہیں حسرت دلکی پامال ہو
لگی چھپانی جو چھپاتی لگی ساتھہ — چلی ناز و غمزہ کی آپسمیں گہات
گئیں سی کی گئی جو لی آگی سی چل — گئیں سی کی گئی جبیں پیاری نکل
غم و درد دامن کشیدہ ہوئی — وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئی
اوتہی تی گی باہم اسرا امید — کوئی سرخرو اور کوئی رد سفید
چھپر کہت سیتی رکہہ اپنا پا ہر قدم — نکل آئی ہرتی محبت کا دم
نشہ سی وہ لذت کی بیہوش ہو — رہی بیٹھہ مسند پر خاموش ہو
گئی انکھہ ہیچ اودہر نازنین — عرق میں اید ہر غرق وہ مہ جبین
یہہ ہیتی تہی خوش ہوگی اکدم اندر — کہ اتنی اپس اودہر سیتی پا جا بہر
پہرکی تہی جب اوتہانی نظیر — ہوئی غم کی تصویر بدر منیر
نہ بولی نہ کی بات نہ کچھہ کہا — نہ دیکہی اودہر انکہہ اپنی وتہا
کہا مجہسی پیاری نہ بیزار ہو — ہر آو لگا بولی کہ مختار ہو
خفا ہونی سیتی اوسکی وہ نوجوان — گیا تو دلی منہ پر انسو روان
ہوئی دل جو دونو کی الیسمیں بند — لگی ہجر سیتی جی پر آنی گزند

بندھا پھر تو معمول اوسکا مدام
کہ ہر روز آنا اوسی وقت شام

پھر رات تک بیٹھنا اور بولنا
در عشق اور حسن کو کھولنا

کبھی ہجر سی اونکو ہونا ملول
کبھی وصل سی بیٹھنا پھول پھول

قید شدن لی بطیر در چاه

پلا جلد ساقی مجھی بھر کی جام
کہ ہی چرخ اب در پی انتقام

یہہ دو دلکو ملنی نہ پایا ہنین
کسیکا الیسی وصل بھایا ہنین

یہہ ہی دشمن وصل جان سوز ہجر
گری ہی شب وصل کو روز ہجر

جدائی اونہونکی خوش آئی اوسی
یہہ اتنی ہی صحبت نہ بہائی اوسی

کیسی لونی دیو پری کو خبر
کہ معشوق عاشق ہوا آدم پر

یہہ سنکر وہ مشعل بہبھوکا ہوئی
لگی لگنی ہی ہی بلا کیا ہوئی

قسم مجکو حضرت سلیمان کی
ہوئی دشمن اب اوسکی میں جان کی

کہا جو کسی تو مجھی دیو پتیا
کہا اوسنی اکباغ ہین تھا گڑا

کوئی ہار بیٹھی ہی ایک اوسکے ساتھ
گڑی ہی دہئی ہاں یہہ پہن اوسکی ساتھ

قصار اور اپنی جو ہو کر ادھر
یہہ دو تو مجھی وہان پڑی ہی سطر

بیہہ اوتر نی سی اوسکی خبر سن
تو کیا جاؤں کچا اوسی ہوت ہو
وہ آوی گر اگی میری نالکار
یہی قول و اقرار تہا میری سات ہند
ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا
غضبناک ہتی تہی یہہ تو ادہر
اوسی دیکہہ غصہ مین وہ ڈر گیا
بلا سی وہ دیکہہ اوسکی سچی لگی
تجہی سیر کو بن نی گہوڑا دیا
چہوڑانا دل اور ہمسی یون چہوٹتا
محلکا دیا تہا نہ تولی ہی
سراحسی رانگو دل شاد ہو
ذرا چاہ کا دیکہ اپنی حزا
تجہی جیسی یارون تو کیا ای عزب

کہا دیکہنی تہا وُن اُو سیکو زر
لگی ہی میری اب تو وہ ہوت ہو
گریبان کو اوسکی کرون تار تار
بہلا اوسکا دامن ہی اور بتر ہاتہہ
کہ ہین اوجی زاو گل ہو ف
کہ اتنی مین آیا وہ رشک قمر
کہی تو کہ جیتی ہی جی حرب
کہا اوسی ای مو دہی و مدعی
کہ اوس نہا زادی کو جوڑ دیا
یہہ اوپر ہی اوپر فرا لو تہا
بہلا اسکا بدلا نہ تو پاوسی
گر لگا دیو تو بہت پاوتہا تو
ہتکا تی ہون کسی کو بین رہ بہلا
ولی جاہتی تہی تیری یہہ نصیب

که چاه الم مین بهساون تهی | بهسا هی تو جبتا رولاون تهی
یهه کهه آور بلا ایک پرزاد کو | کها سنیو اس کی نه فرهاد کو
ایسی کهنچیا هی ایسی لیجا شتاب | وه صحرا جو هی درد محنت کا باب
کوان اوسمین جو هی مصیبت بهرا | کئی من کا پتهر هی اوس پر دهرا
ایسی جاکی اوس چاه مین بند کر | وهی سنگ بهرا اوسکی منهه پر تو دهر
سر شام کهانا کهلانا اوسی | آور ایک جام پانی پلانا اوسی
ندیجو سوا اس کی کو کچهه کهی | یهی اوسکا معمول دایم رهی
یهه سن دیو اوس گل کی پر رنگ | فلک پر پکر هاته اوسکا اورا
گری اوس پر جو اسمان بلا | دل اوس نازنین کا هوا هو جلا
هوا یون جو اوس تخت وارو کا اوج | چلی آه و نالی کی ساته اوسکی فوج
کها وان جو رتبه جو کچهه آج هی | یهی عشق کی جان معراج هی
کیا بند جاکی اوس چاه مین | کوان وه جو تها فاف کی راه مین
وه یوسف کوان مین هوا جلکه بند | هوا آج پستی کا رتبه بلند
کهولی اوس کوئین کی لگا یک نصیب | که آیا وه اوس چاه مین دل فریب

ستور وہ گرا اوسکا سارا ہوا — کوئیں کی وہ تیلی کا تارا ہوا
وہ اندہارا اتنا سور و شش ہوا — جوان اوسمیں وہ پایاب کا من ہوا
ولی پانو جب اوسکا تہہ پر گیا — کوان اوسکی ابد وہیں ٹہر گیا
زمیں میں سمایا تحیر سیں آب — لگی سو کہنے آنسو کوئیں کی شتاب
ہوا وہ لسی اوپر کی کا تہب — کوئیں نی لیا سنگ سیں یہ کوڈتاب
دل اوس نا زمیں کا دہڑ کنی لگا — جگر تگری ہو کر پہڑکنی لگا
اندہیری او جالی نہ لکلا تہا جو — ہوا قید اوس اندہیریمیں سو
اندہیری کی اوسکا کیا دم خفا — کہ جوں کی سیاہی کیسکو دیا
نکلنی کی سوجہی نہ وہاں اوسکو راہ — ہوا اوسکی انکہومیں عالم سیاہ
فغان کی بہت اور پکارا بہت — سر اپنی کو ہر طرف مارا بہت
پکارا وہ جب لگ کو فریاد کر — نہ پہنچا کوئی کاروان سیں ادہر
نہ مونس نہ غمخوار اوسکا کوئی — نتہا جز خدا یار اوسکا کوئی
وہی چاہ تاریک اوسکا شفیق — وہی سنگ سر پر بجائی رفیق
صبا ہی نہ وہاں جسکو کچہہ دہیان ہو — کوئیں کی سنی کون آواز کو

کوان ہی مگر اوسکا ہمدم رہی — جو اوسسی سنی ہر وہ اوسکی کہنی

کوان اوسی پوچہی وہ پوچہی اوسی — اندہیری سیوا کچہ نہ سوجہی اوسی

نہ تہا وہ کوان تہا ستون الم — نشان شب افت درد و غم

سیاہی میں جیسی وہ کافر دل — صعوبت میں اوسسی جہنم خجل

غم و داغ الفت کو کیا کہا جی — لہو ہو پانی اپنا کوئن مین بہی

اس اندہیر کو کیا لیکہون اب میں آہ — قلم کی لکہتی ہین انسو سیاہ

کرون مختصر ہالسی اب عمل بات — لگا رہی اوسمین وہ آب حباب

نہین مخلصی سوجہتی اب اوسی — لگا لی خدا جانی اب کب اوسی

بہب اسطرحسی جو وہ بی نظیر — تڑپی بیقراری مین بدر منیر

بہم دو دلونکو جو ہوتی ہی چاہ — تو ہوتی ہی دلکی ہین دلسی راہ

فلک وہانی جو گذرا تو یہان غم ہوا — روکا جی یہان وہان خفا دم ہوا

کئی دن ہوا آیا نہ وہ رشک ماہ — نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ

لگی لینی نخل الم سی ہوا — خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا

کہا اوسنی لی نکو سودا ہی کچہ — وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی کچہ

عدا جالی کس شغل میں لگ گیا / بہری چپڑی اتنا بھی ہونا فدا
وہ رہ رہ کی ہمکو دلاتا ہی چاہ / عبث آپ کو تم کرو مت تباہ
رکی جو کوئی اوسی رک جائی / جھکی جو کوئی اوسی جھک جائی
نقولیں ہیں لا تم نکالا کرو / ذرا آپ کو تم سنبھالا کرو
یہہ سن چپ رہی دلمیں کہا پیچ و تاب / دیا ہر نہ اس بات کا کچھ جواب
گئی اس پہ جب دن کی او رہی / بگڑنی لگی ہر تو کچھ طور بہی
دیوانی سی ہر طرف ہرنی لگی / درختوں میں جاجا کی گرنی لگی
تہرنی لگا جان میں اضطراب / لگی دیکھنی وحشت آلودہ خواب
تپ ہجر گہر دلمیں کرنی لگی / درختوں میں جاجا کی گرنی لگی
تپ غم کی شدت سی وہ کانپ تب / اکیلی لگی رونی منہ ڈہانپ ڈہانپ
نہ اگلا اسا ہنسنا نہ وہ بولنا / نہ کہانا نہ پینا نہ منہ کہولنا
جہاں بیٹہا ہر نہ اوٹہنا اوسی / محبت میں دن رات کٹنا اوسی
کہا گر کسی نی کہ ٹک لی چلو / تو اوٹہنا اوسی کہہ کی ہاں جی چلو
جو پوچھا کسی نی کہ کیا حال ہی / تو کہنا یہی ہی جو احوال ہی

کسی نے جو کچھ بات کی بات کی
اگر دل کی پوچھی کہی رات کی

کہا گر کسی نے کہ کچھ کھائیے
کہا خیر بہتر ہی منگوائیے

کسی نے کہا صبر کیجے ذرا
کہا صبر سے دل میرا ہی بھرا

جو پانی پلایا تو پینا اوسے
غرض غیر کی ہاتھ جینا اوسے

نہ کھانے کا کچھ اور نہ پینے کا ہوش
بھرا دل میں سارا محبت کا جوش

چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر
وہی سامنے صورت اٹھوں پہر

نہ کچھ اوس سے ہی سوال و جواب
سدا اور پروا اوسکی غم کی کتاب

جو آجائے کچھ ذکر شعر و سخن
تو پڑھتا دو بیتیں سے میر حسن

غزل

نہ کیا عشق آفت اوٹھانے لگا
میری دلکو مجھ سے چھڑانے لگا

ملا مجھے دلبر کو مجھ سے خدا
نہیں تو میرا جی ٹھکانے لگا

کسے چشم خوبار کا کچھ نہیں
میرا دل ہی مجھکو ڈبانے لگا

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا
کہ جسکی عوض یوں رولانے لگا

نہیں مجھکو دشمن سے شکوہ حسن
میرا دوست مجھکو ستانے لگا

حسن درد

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد
اوسی ڈھب کی پڑھاں لہو

سو سہی جو نہ کور لکھلی کہیں
نہیں تو کچھ اس کی ہی خواہش نہیں

سبب کیا کہ دل سی معلق ہی سب
نہو ثابت دل تو پہر بات ہی ہی عجب

کیا ہو جب اپنا ہیں چہوڑا نقل
کہاں کی رباعی کہاں کی غزل

در عزم شاهزاده نشستن بر سر دیگر و طلبیدن عشق بازی را برای سرود

کلالی میں غنچہ کی بہر کر شراب
پلا ساقیا کیلکی کی شراب

پیالہ میں نرگس کی دی میرے جان
کہ دیکھوں ذرا کیف بوستان

حکایت کروں ایک دن کی رقم
کہ دنیا میں توام ہی شادی و غم

اوٹہی سو کی ایک دن وہ پیک پری
کہ جاگی دیکھوں چمن کو ذری

مگر غنچہ بستان کچہ کہلی میرا دل
کہ غنچہ بی کی لیا ہی نہیت مضمحل

نرگس گل سی آتی ہی بو یار کی
ہوا پہر ہوی اوسکو گلزار کی

پہر ایک دن تہا کہ جمعہ تا نہ دہو
چلی اوٹہہ کی والاں سی کچہ سیر کو

زمرد کا موتڈا چمن پر بچہا
وہ بیٹہی عجب آن سی دلربا

کہ زانو پر ایک پانو کو رکہ لیا
اور ایک پانو موتڈی سی لٹکا دیا

نپوچھہ اوسکی ہاتی نگارین کا حال
زبان حنا وصف ہین جسکی لعل

طلائی کڑی اور لعک کا وہ رنگ
سندری منق جسکو ہو دیکہہ دنگ

جواہر کی جہلی ہری پور پور
زر بکا ٹکی جیسی مخمل پر قور

زبس سونی اتہی تہی وہ نازنین
بڑی تہی عجب ڈہبسی جیب پر جبین

خمار ہین وہ انکلیان وہ اڑاسیان
وہ جوبن کی عالم کی سر سائیان

جوانی کا موسم شروع بہار
وہ سینہ سی جوبن کا اوسکی ابہار

نشہ ہین وہ احسن کی شہاہ
وہ جیب تہی اپنی کو دیکہہ اتہنا

جو اصل ایک حقہ لیی تہی کہڑی
کہ لالہ کی پتی تہی اوسمین پڑی

وہ سینہ کا حقہ مرصع کا کام
منزق زر لگا وہ نیچہ تمام

ولی ایک اوس پر پڑا تہا جو صبح
بہہ سب اوسکی آگی تہا گویا کہ صبح

لب نازک اوپر وہ خیال دہر
لگا لی تہی پردہ مین دود جگر

ادہر اور اودہر ہر طرف تہی نگاہ
کیسکی کوئی جیسی تکتا ہو راہ

خواصین کہڑین اوسکی سب گرد و پیش
کہ تہین اپنی عہدہ پر حاضر ہمیش

کوئی مورچہل لی کوئی پیکدان
کوئی لی چنگر اور کوئی ناروبان

رسیلی چھبیلی بنی سنگ و جیت — لباس اور زیور سی ہر رنگ درست
وہ انکھیں کہ کرتی تھیں جید پر نگاہ — اودہر غش میں آتی ہی دل کر گی
کھڑی نیچی انکھیں کئی باادب — اوسی شرم مین پر قیامت غضب
کئی ہمدم اوسکی جو تھیں ماہرو — کھڑائی ہوی کرسیاں سو بسو
برابر برابر ادہر اور اودہر — وہ بیٹھیں تھیں گرد اوسکی بالگدر
سماں اوسگہڑی کا کہوں کیا مین — ستاروں مین اوسی ماہ جبینی
عجب حسن تہا باغ مین جلوہ گر — کہ ہر گل کی تہی اوسکی منہ پر نظر
چمن اوسگہڑی پر سر جوش تہا — گل و غنچہ جو تہا سو بیہوش تہا
زبس عطر مین تہی وہ ڈوبی ہوی — دوبالا ہر یک گل کی خوبی ہوی
معطر ہوا اور گل کا دماغ — کہ مہکا تمام اوسکی خوشبو سی باغ
پڑا عکس جو اوسکا طرف چمن — ہوا لالہ گل اور گل نسترن
درختوں پہ اوسکی پڑی جو جہلک — زمرد کو دی اور اوسنی چمک
ہوی اوسکی بیٹہی سی گلشن پہ زیب — گیا آو صبا کا بہی صبر و شکیب
چمن نی جو اوس گل کی دیکہی بہار — ہوا دیکھ اپنی گلوں کو فگار

لگی جیسی بلبل کا گلشن کی چاہ ۔ ہوئی سرو کی شکل قمری کو آہ
گل و غنچہ و لالہ آپسمیں مل ۔ لگی کہنی اس باغ کا سب پھُل
ہوئی وہاں کی آئینہ دیوار و در ۔ وہ یہہ سب کی دلمیں ہوئی جلوہ گر
کہ اتنی میں جوگی میں کچھ آ گیا ۔ اداسی لگی کہنی وہ دلربا
ارے ہی کوئی ہاں ذرا جائیو ۔ میری حسن بائی کو بلوائی
عجب وقت ہی اور عجب ہی سماں ۔ کری دو گھڑی آ کی مجرا یہاں
خفا ہوں میرا جی تو مشغول ہو ۔ کوئی دم تو داغ جگر بھول ہو
کسی طرحسی دل تو لگتا نہیں ۔ جلی ہی جگر دل سو لگتا نہیں
یہہ سنتی ہی ڈوری کی اک لگار ۔ کیا حسن بائی کو اوسنی پکار
وہ آنی لگی کافر اس آن سی ۔ کہ جانی لگا جی مسلمان سی
عجب حال سی وہ چلی نازنیں ۔ کہ ہستی میں پاؤں کہیں کا کہیں
وہ خلقت کی گرچی وہ ڈومن بنا ۔ نشہ میں بہو کا سا چہرا بنا
لٹیں منہ پر چھوٹی ہوئیں سر بسر ۔ کہ بدلی ہو جیوں مہ کی ادہر اودہر
وہ بن بوجھی ہو تہکی مسی عجب ۔ وہ منہ پر تہی گویا قیامت کی شب

وسط کا نمیں ایک بالا پڑا
کہی تو کہ تہامہ کا ہالا پڑا

وہ پیشواز اگری وہ نرگس کا ہار
وہ کمخواب کی بند روجی ازار

بندہا سر پر جوڑا تپری زرد سال
کمر کی لچک اور ہنک کی وہ چال

وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست
کناروں پر مینا بنت کا درست

وہ اوڑہنی ہوی جیسی پیشواز کی
وہ ملکی ہوی جو لی انداز کی

وہ جہدیکا عالم وہ نوری بہری
وہ پاونمیں ہونی کی دردوڑی

چلی وہانسی دامن اوٹہاتی ہوی
گڑسی گڑسی کو بچاتی ہوی

عجب ایک عالم تہا پلی ساختہ
کہ عالم تہا ایک اوسپر جان باختہ

کئی کافرین اور بہی دلنواز
لیی ساتہ ساتہ اپنی سب اپنا ساز

چلیں ایک اعجاز اور ناز سی
کہڑی آکی وہان ہوئیں ایک انداز سی

روش پر جو تہا فرش اوسکی حضور
ادب سی وہان ٹہہا ملکی دور

ہوا جلوہ گر نوری کا جو برملا
لیی ساز اپنی سبہوں نی اوتہا

دیا آسمان پر جو طبلوں کو کہیچ
ہر ایک تہاپ میں دل لیا سکا اینچ

لگی گانی تہا وہ اس آن سی
نکلنی لگی جان ہر تان سی

عجب تان پڑتی تھی انداز سی — کہ بھٹکل تھی ہر تان آواز سی
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی — مسلسل تھی وہ پھولجڑی نور کی
گل و غنچہ کی طرح محبوب تھی — کھلی آورسندی دل کی مرغوب تھی
غرض کیا کہوں اوسکا میں ماجرا — عجب طرح کی بندھ گئی تھی ہوا
وہ گانی کا عالم وہ حسن بیان — وہ گلشن کی خوبی وہ ونکا سمان
گھڑی چار دن باقی اوس وقت تہا — سہانا سا ہر طرف سایہ ڈہلا
درختونکی کچھ چھانو اور کچھ وہ دہوپ — وہ دہانونکی سبزی وہ سرسونکا روپ
وہ لالہ کا عالم ہزار یک رنگ — وہ اکہونکی ڈوری تشتی کی ہر رنگ
لٹتی ہوئی بوستون پر تمام — روپہری سنہری ورق صبح و شام
گلابی سا ہو جانا دیوار و در — درختوں سے آنا شفق کا نظر
وہ چادر کا چھٹنا وہ پانی کا زور — ہر ایک جانور کا درختوں پر شور
نو بسر و سے اور وہ آب رواں — وہ بہتے سے پانی کا بہنا وہاں
وہ اوڑنے سے نوبت کی بہی ایک صدا — کہیں دور سے گوشمیں پڑتی آ
وہ دل بیٹھا جانا پردہ ہر گہڑی تہا — اوجھلنا وہ دامن کا ہو کر ستا تھا

وہ رقص تماں اور ستہری الاپ — وہ گوریکی تانیں وطبلوں کی تہاپ
نہ انسان ہی کا تہا دل اوسمیں بند — ہوئی محو سنکر چرند و پرند
عرض جو تہی کہڑی تہی کہڑی رہ گئی — اڑی جس جگہہ سے اڑی رہ گئی
جو بیٹہی تہی آگی نہ وہ چل سکی — جو بیٹہی تہی سو ہی نہ پہر ہل سکی
لگی ڈہلنی آنکہہ نرگس اوپہا — فلکون نی دیئی کان اودہر لگا
لگی ہلنی آوجد میں سب درخت — کہڑی رہ گئی سرو ہو کر کرخت
درختوں سے گرنی لگی جانور — بنی مثل آینہ دیوار و در
ہوئی نہر کی سنگ پانی پگہل — پڑی ساری فوارہ اوسکی اوچہل
ہوئی قمریاں شوق سے نوحہ زن — بہرا اشک سے بلبلوں کی چمن
عجب راگ کو ہی دیا ہی اثر — کہ ہو جاوی پتہر کا پانی جگر
بندہا اسطرحکا جو اوسدم سماں — ہوا سب کی دل کا عجب حال وان
لگا تہا نرلیس عشق کا اوسکو تیر — لگی کہینچنی آہ بدر منیر
بندہا اپنی عاشق کا اوسکو خیال — لگی رونی آنکہون پر دہر کر رومال
کہیں کا کہیں لی اوڑا اوسکو راگ — ہوا اس سی ہوئی اور دونی وہ آگ

لگی لینی ہی ہی من دیکھوں نہ سیر ‎ — ‎ تہوا پاس میری وہ یادش بخیر

دیہی جانی ہو جسکی کچھہ دلکو لاگ ‎ — ‎ کہ معشوق بن سب ہی گلدا اگ

بہلا کیو کلی جی اوسکا خوشحال ہو ‎ — ‎ کہ ہجران غم جسکی دنبال ہو

درختونکی عالم سی کیا ہو نہال ‎ — ‎ جیسی پادشہ شادکی ہو کمال

جگر میں اگ آہ کی سول ہو ‎ — ‎ لگی خار کیت ہی کو ہولی ہو

گری جلنس دل پر گیا وہ نظر ‎ — ‎ جیسی اپنی گل کی ہو ہی خبر

یہہ کہہ کر اوتہی وہانسی وہ دلربا ‎ — ‎ چھپر کھٹ میں جا کر گری منہ چھپا

خوشی کا جو عالم تہا ماتم ہوا ‎ — ‎ ورق کا ورق ہی وہ درہم ہوا

سب اوتہنی سی لیں اوسکی جالی زمین ‎ — ‎ طوائف کنیں اور خواصیں لکین

ہوی عقل اس جا یہ حیران سی ‎ — ‎ کہ یارب یہہ کیا گلستان ہی

ہر ایک وقت اوسکا ہی عالم جدا ‎ — ‎ جو چاہو کہ تم ہو تو امکان کیا

کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار ‎ — ‎ نہیں ایک وطیرہ پر لیل و نہار

داستان گردیدن شب و نالیدن میر از غم سحر

پلا ساقیا جام مجھکو شتاب ‎ — ‎ کہ پردی میں شب کی گیا آفتاب

سب سحر کی جب علامت ہوئی
غرض عاشقوں پر قیامت ہوئی

گری جب جدہر کہت میں وہ رشک حور
سبہوں کو کہا تم رہو دور دور

اکیلی وہ روتی رہی زار زار
او سی اپنی عالم میں لی اختیار

گری چشم سی او سکی اتنی گہر
کہ منہ او سکی پانی سی دہویا سحر

تبدیل ہونا رنگ بدر منیر از مفارقت بی نظیر

صبوحی تو دیتی تھی ساقی لعل فام
کہ رو دہو کی ہیں رات کاتی تمام

ہوا آفتاب علم جو طلوع
او داسی کا ہونی لگا دن شروع

ذرا آئینہ لیکی دیکہا جو رنگ
تو جیوں آئینہ رہ گئی وہ ہی دنگ

بدن کو جو دیکہا تو زار و نزار
لگی سیکنی جیسی دیوی نسار

فلک کی طرف دیکہہ اور سانس بہر
لگی دل کو بہلانی ادہر اودہر

زباں پر تو باتیں ولی دل او داس
پراگندہ خاطر سی ہوش و حواس

نہ منہ کی خبر اور نہ تن کی خبر
نہ سر کی خبر نہ بدن کی خبر

اگر سر کہلا ہی تو کچہہ غم نہیں
جو کرتی ہی میلی تو محرم نہیں

جو ہستی ہی دردوں کی تو ہی وہی
جو کہلی ہیں لٹ کی تو یوں ہی سہی

جو سینہ کہلا ہی تو دل چاک ہی
غم الودہ صبح طربناک ہی

نہ منہ پر مسّی نہ کاجل ہی کام
نظر مین وہی تیرہ بختی کی شام

ولیکن یہہ نیکو نکا دیکہا بہاو
کہ بگڑی پہ بردونا ہوا اونکا بناو

غرض لی ادائی یہاں لی ادا
بہلو نکی سبہی کچہہ لگی ہی بہلا

نہین حسن کی اسطرح بہی کمی
جو بگڑی ہی بیٹہی تو گویا بنی

جو ہاتہی پر ہین جبین غمسی ہی
تو وہ بہی کہ ایک موج دریا کی ہی

وہ انکہین جو روئین تہی بس پہوٹ پہوٹ
تو گویا کہ موتی بہری کوٹ کوٹ

تپ غمسی یون تمتماتین مین گال
کہ جیون رنگ لالہ ہو وقت زوال

گریبان سینہ پر جو ہی کہلا
تو گویا وہ ہی صبح عشرت فزا

نقاہت سی چہرہ اگر زرد ہی
وہ یا آہ ہونٹہون پر کچہہ سرد ہی

ادا سی نہیں ہے یہہ عالم جدا
کہ ہی چاندنی اور ٹہنڈی ہوا

حالت بد کردن بدر منیر در فراق بی نظیر

پلا ساقیا ساغر بی نظیر
کہ ہی دام ہجران مین بدر منیر

وہ حسن و جوانی یہہ جوش و خروش
غفورست ایزد تو ساغر بنوش

وہ حسن و جوانی اور اوسپر وہ غم
جہاں ٹھہان آہ کرنا اوسی
کبہو کبہو اکلو نسی رو ڈالنا
خواصونکو بالا بتانا اوسی
ولی اون درختونمیں جسمیں وہ ماہ
سو رہتی ہی ہر دن سی اوہان مدام
گیا اسطرح جب دنیا گذر
آور اوسکا او ڈہر رنگ گہٹنی لگا
لگی رہنی تب جان بیتابمین
محبت کا سودا اسا ہوئی لگا
سر لینی لگا ناس ناموس و ننگ
خموشی اوٹہانی لگی دلمین شور
یہ احوال دیکہ اوسکا دختر ور
تو وہ ہی کہ سب کی تئیں دی وقوف

ستم ہی ستم ہی ستم ہی ستم
بہانا نزالت پر دہرنا اوسی
کسی کو کبہو دیکہہ دہو ڈالنا
اکیلی درختونمیں جانا اوسی
سرِ شام جب حبیب کی کرنا نگاہ
اوسی جانومیں ٹہہ کرلی ہی شام
کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر
جگر خون مژگان پر بہنی لگا
لگا فرق آنی خور و خواب مین
جنون تخم وحشت کا بونی لگا
لگی عقل اور عشق مین ہونی جنگ
جتانی لگی ناتوانی سی زور
لگی جل کی کہنی کہ بدر منیر
کیدہر چہپ گیا تیرا ای بیوقوف

وہسی ہی کوئی کرتا ہی بیت — مثل ہی کہ جو کی ہوئی کسکی میت
اری جا رون کی ہین یہ آشنا — ملا دلکو آخر کرین ہین جدا
کبھی آسمان گہہ زمین کی ہین یہہ — جہان ہستی ہین وہین کی ہین یہہ
تو ہولی ہی کس بات پر ای بوا — خبر لی دیوانہ تجھی کیا ہوا
سنو جان پر اپنی جو کوئی دی — تو دل ہلی جی ایمان صدق کری
اگر آپ پر کوئی شیدا نہو — تو پہر چاہیی اوسکی پروا نہو
وہ خوش ہو گا اپنی پری کو لئی — عبث اوس پہ تہی ہو تم جی دہی
تمہاری اوسی چاہ ہوتی اگر — تو اب تک نہ آتا وہ تمکو نظر
لگی کہنی تب اوسکو بدر منیر — کہ سنتی ہی ای میری دخت وزیر
کسی کی پری تو نکر عیب ہی — کہ اوسکا خدا عالم الغیب ہی
وہ اپنی دلوں سی تو ہی نیکذات — ہوئی اوسپر کیا جانی کیا واردات
ہوا قید یا انی پایا نہ وہ — گئی اتنی دن اب تک آیا نہ وہ
مجھی رات دن انتظار تہا ہی ڈر — پری کی سنی ہو نہ پہاکی خبر
نہ پاندہا اوسکو کسی قید مین — گیا ہو نہ اوسکو کہین قید مین

پری کی لہس طپش کیا لاف ہین | دیا نہ بہیک اوسکو کوہ قاف ہین
پریشان ہی ہی لگا لانہ ہو | کسی دیو کی مہ مین ڈالا نہو
نہ ملی کی وہ لہہ اوسکی سب ہین سہی | بہلا ابہی جیسی وہ جیتا رہی
یہ کہہ کہ حال دل اپنا رونی لگی | لگا انسو کی پرونی لگی
کی مٹ کری بار آخر کو لیٹ | چہپر کیت کی کونی مین مہ سر لپیٹ

درخواب دیدن بدرمنیر بی نظیر را و جوگن شدن نجم النسا

پلا ساقیا جام جمشید مل | کہ غایب کا احوال ظاہر ہو کل
کہ جسکی تو آکام فرخندہ فال | کہ آخر یہ دنیا ہی خواب و خیال
ذرا پلک لگ گئی جو اوس حال مین | تو دیکہا ہی اوسکو جنجال مین
قضا نی دکہایا عجب اوسکو خواب | کہ دشمن نہ دیکہی یہ حال خراب
جو دیکہا تو صحرا ہی وہ لق و دق | کہ رستم جیسی دیکہہ ہو جائی فق
نہ انسان ہی وہان نہ حیوان ہی | فقط ایک کف دست میدان ہی
نہ ریح مین اوسکی الگ ہی کوان | کہ اوٹہتا ہی اہو لگا دہالسی دہوان
کو یکا ہی مہنہ اور اوسی اتری | گئی لا کہہ مین کی ہی ایک سل پڑی

صدا او نالے سی یہ کہ بدر منیر
تجھی مین نہین بھولا اے میری جان
پر اس قید مین سی تیرا دھیان تھی
تو اپنی جو صورت دکھاوی مجھی
نہیں مجھکو مرنی سی کچھ اپنی ڈر
تجھی کاش اس وقت مین دیکھ لون
ولیکن یہ ہی خام میرا خیال
کوئی دم کا مہمان ہون آج کل
یہ سن واردات شہ بی نظیر
یہ ہرگز منیر نہ آئی اوسی
گیا ایک گی الکہہ اتنی مین کھل
نہ وہ چاہ دیکھا نہ بہزاد وہ
صدا اپنی یوسف کی سن خواب سی
کہے سی نہ اوسنے کہا کچھ نہ بھید

تھی چاہ غم مین ہوا ہون اسیر
کرون کیا کہ ہی مجھپہ قید گران
فقط تیری ملنی کا ارمان تھی
تو اس قید غم سی چھوٹ جاوی
یہہ غم ہی کہ تجھکو نہووی خبر
جیون مین اگر تیری آگی مرون
نہیں وصل ممکن بغیر از وصال
ایسی چاہ مین جائیگا دم نکل
جو چاہی کری بات بدر منیر
قضا نی نہ اوسکو سنائی اوسی
بھری اشک رخسارہ پر آئی ڈھل
پڑی کو بہتین ہر نہ اواز وہ
اوٹھی باولی جان بیتاب سی
ولی چون مہ صبح چہرہ سفید

وہ مہتاب سا چہرہ ہو زرد زرد — سراپا ہوا پیکل اندوہ درد
مژہ وہ نکیلی جو تھی تیر سی — ہوئی اشک خونی سی گلریز سی
ڈہلی منہہ پر آنسو ہو البسکہ رخ — چہٹی چاندنی میں ستاروں کی کنج
بہو آیا سا قد تہا جو مثل انار — نکلنی لگی اوسی شعلہ برآر
جلیں اوسکی آہونسی کل صورتیں — ہوئیں سیب وہ مٹی کی جوں مورتیں
چہپایا بہت اوسنی از ہمنشیں — چہپائی سی آتش چہپی ہی کہیں
کسیسی کسیسی کو جو ہونی تہی لاگ — بہڑکا کی اور لگتی ہی آگ
خواصیں گئیں وہ جو ہمراز تہیں — بڑی خدمتوں سی سزاوار تہیں
کہا اوسنی رو رو کی احوال جو آت — رولایا اونہیں پڑہکی غمکی کتاب
سنا جب کی نجم النسا نی یہہ حال — ہوئی بیقراری تب اوسکو کمال
لگی کہنی وہ تو نہ آنسو بہا — تیری واسطی میں نی اب سہہ دکہہ
بس اب سر بصحرا نکلتی ہوں میں — اوسی ڈہونڈہ لانی کو چلتی ہوں میں
جو باقی رہا کچہہ مری دم میں دم — تو پہر آکی میں دیکہتی ہوں قدم
و گر مر گئی تو بلا سی تسبیہ موئی — تو یوں جانیو مجہہ صدقہ ہوئی

کہا شاہزادی نی سن ای رفیق ۔ ہوئی ہین تو اس جاہ غم مین غریق

بہلی جیکی اپنی نہ لیو جان تو ۔ کہ وہ ہی پری اور انسان تو

رسائی تیری ہوگی کیونکہ وہان ۔ تجہی ہی نہ دی ہاتہ سی میر جان

ہین جیتی تیری آسری پر فقط ۔ کہ ہوتا ہی تجہ سی میرا غم غلط

وگرنہ مین رگ رگ کی مر جاونگی ۔ ایسی طرح جیسی گذر جاونگی

کہا اوسنی کیا کیجی ہی بہلا ۔ پڑی اب تو سر پر یہ اپنی بلا

مین اس عشق کا یہ سمجہی ہی ڈول ۔ تیری غم سی آنی لگا مجہکو ہول

تجہی دیکہنا یون گوارا نہین ۔ اس اندوہ کا مجہکو یارا نہین

یہ کہہ اوسنی رو رو داو بارا سنگار ۔ کیا اپنی شلوار کو تار تار

گریبان کو مثل گل چاک کر ۔ دیا خاک پر پہینک اندراودہر

پہرائی جو کچہ اوسکو ہوش و حواس ۔ سجا تن پر جوگن کا اوسنی لباس

پہن سیلی اور گیروا اوڑہ ہیس ۔ چلی بن کی صحرا کو جوگن کی ہیس

پہن ایک لنگا رری باف کا ۔ وہ پردہ سا کر اوس تن صاف کا

رری کی دو دپٹہ سی چہاتی کو باندہ ۔ بدن کو چہپا اور گاتی کو باندہ

[illegible]

زمرد کی موندری لگا کان مین — کہ سبزہ گل گلستان مین
زر لیکا بنا حلقہ سر پر رکھا — کیا سنبلستان کو جھمکا
گلی بیچ ڈال اپنی بالو کی تین — پریشان کر اپنی بالو کی تین
لٹکین دیکھی بل دوش پر چھوڑ دین — دو بالکین سی شدیز کی موڑ دین
مٹی غم سی انکہو کو کر لال لال — رکھا چشم مین خون دلکا ابال
زمرد کی شمرن گلی بیچ ڈال — اور ایک بین کاندھی پر اپنی سنبھال
جو منکی تہی منکی اوسی کر درست — بہن اپنی موقع چالاک چست
چلی بن کی جوگن وہ باہر کئین — دکہاتی ہوی چال بہر بہر کئین
دلی سوز دل کا عیان ہرسی حال — اوڑاتی ہوی اپنی آہو سی رال
اوس اپنہ رو کا کرون کیا بیان — صفا کر اکہ سی اور چمکا دیان
کری حسن کو کسطرح کوئی ماند — چھپی ہی کہن چاک ڈلی اپنی چاند
چہا لی کو سالک اوسنی جو جوگی — دلی حسن نی اور جلوہ دیئی
وہ موتی کی سیلی وہ تن کی دمک — شب تیرہ مین کہکشان فلک
زرلیکا وہ حلقہ سر اوپر پری — کہ جیون شب مین کوئی بیٹھی کری

زبانی کو بہای جو اوسکی ادا تو اوس رات پر دن کو صدقی کیا
کری جو کہ تقویم دل سی حساب برج سنبلہ مین کیا آفتاب
یہہ برق اور ابر سیہ ہی اگر تو دامان عشاق کی ہوویگی تر
زمرد کی مندری واس آن مین لکہوں کیا کہ جیسی لیلی کان ہین
وہ مندری وتن اوسکا جا سبزی ہوی حسن کی اور لیتی بری
اوڑی سبزہ و گل کی دیکہ اوسکی ہوش وہ دو دلو ہوی اوسکی حلقہ بگوش
نظر کر صفای کو اوس گوش کی زرو کی اوس گوش کی بولتی
بڑی ہی کیون نہ اوسدم زرو کی ساں جب ایسی کیسی کی لگی جا کی کان
وہ موتی کی بالی و موتی کی ہار گل و لسترن کی چمن مین بہار
گلابی سی وہ نرگس سوح رنگ بہری حسن مین لال لالا کی رنگ
وہ فیتقا کہجا سرخ ماہی پہ یون پڑی نور پر لعل کا عکس جیون
ادا اوسکی دیکہی جو عاشق کبہو تو رو یا کری چشم سی وہ لہو
یہہ بین اوسکی گاہی پہ تہی جو شتا چلی جیون کوی مست اوتہا
دیار محبت مین چلتی تہی وہ ہتی بین عشرت کی سنگی تہی وہ

نہی ہیں وہ قمقمی رنگ کی
سو وہ ہیں کاندہی یہ رکہہ یوں چلی
ہر ایک تار تہا ہیں کا رو ذیل
یہ عاشق ہوی اوسکی عالم یہ لوگ
بنی جیب کی جوگن وہ اوس رنگ سی
وہ رخصت جو اسطرح ہونی لگی
وہ رو رو کی درد غم یوں یلی
یہاں تک بندہا اوسکی رونی کا تار
گئیں ہیں تئیں وہ جوگن کی جو گرد گل
نہ دیکہا گیسی نی جو کچہہ اختیار
چلی جسطرح ہیتہہ اپنی دیکہا
گیسی نی کیا ہو لگو مت مجہی
لیا اوستی خبر ابتو جاتی ہو تمہیں
تمہیں سی خدا کو میں سونپا سنا

دیا ہی سو بحر آہنگ کی
کہ لادی کوئی جیسی گٹہا چلی
وہ نہی بند کی راگ کی سلسبیل
دیوانا ہوا جو کہ دیکہہ اوسکا حرکت
لگی ہوٹنی دوست سنبر سنگ سی
تو وہ صاحب خانہ رونی لگی
کہ جسطرح ساون سی بہادون لگی
لگی ہوٹ دیوار و در ایکبار
وہ رو رو ہوئیں شبنم آلودہ گل
کیا حق کو سونپا تجہی لی سردار
ایسی تجہی دیکہلا ہمیں پھیر آ
خدا کی تئیں میں نی سونپا تجہی
جو ملتا ہی تو اوسکو لالی ہو ہمیں
ہری بخشیو تم کیا اور سنا

جدا ہو کی القصہ رد نو کو چھوڑ
چلی اپنی گھر بار سیتی منہ کو موڑ

نہ سدہ بدہ کی بی اور نہ عقل کی لی
نکل گھر سیتی راہ جنگل کی لی

لگی بیں پھرنی تی صحرا نورد
تن خاک خاک اور رخ زرد زرد

کہ شاید کوئی شخص ایسا ملی
کہ جس سیتی وہ شیدا کا شیدا ملی

جہاں بیٹھ کر وہ بجاتی تھی بین
تو سنتی کو آتی تھی آہوی چین

بجاتی وہ جوگن جہاں جوگ بین
تو وہاں سیتی چلو دھونی لگا

اوسی بس کی آیا تھا صحرا کو جوش
صدا سی درختو کی کرتا خروش

گل و نغمہ اوسی جو کرتی ہزار
تو لیتا اونہیں دشت دامن پسار

کہیں حلقہ حلقہ کہیں لخت لخت
کہری ہو کی گرد اوسکی سنتی درخت

بجاتی تھی جیوں جیوں وہ بن بن کی بین
خس و خار سنتی تھی بن بن کی بین

نظر جو کی پڑتی تھی جیوں تی بڑی
ہر ایک عالم شوق میں تھی کھڑی

تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
در و دشت عشق ہو بڑی تھی سبھی

یہاں تک کہ رہ بیں ہی جو کھسن پایا
وہ سنتی تھی کان اپنی اودھر لگا

گل و نغمہ بلبل کی تھی یہ بہار
کہ صحرا کی گل اوسکی آگی تھی خار

سن آواز کی اوسکی بستان و شکوہ | کجہ اٹک دب کی سنی تھی سی کوہ
نہ نالا ہی سن شور اوسکا چلی | لگو ٹلی دلو میں پڑی ڈولی
نہ چشمہ ہی کچہ ابدیدہ رہی | گریبان کو کر چاک دریا بہی
کی بادگ جو گوشمس آگ لگی | تو سنبنی کو سوتی اوٹہی جاگ لگی
سمجہہ ہیں کی اوسکی الیسمس سماز | گریبان کرنی لگی تار تار
فقط بلبل و گل کا کیا تہا ہجوم | کہ گرتی تہیں وہان ڈالیاں ہو کے جہوم
تحیر کا تہا وہان ہر ایک کو مقام | زبان کا کہلنا تہا ہو سی کام
چمن کرتی پہرتی تہی جہکل کی تئیں | ب تی تہی جہکل میں دلگل کی نہیں
یہہ ہر جا یہ تہا اوسکی دم سی طلسم | بندہا تہا اوسی دم قدمیں طلسم
شب و روز گشتہ مثل صبا | ایسی طرح پہرتی تہی وہ جا بجا

دارد شدن نجم النسا در پرستان

کید ہری تو ای ساقی گلعذار | کہ صحرا سی اب دل ہوا خار خار
کوئی ہول سی دی شمالی شراب | کہ شہر مطالب کو ہو چوں سحاب
وہ دارو پلا دلکو جو راس ہو | کہ جینی کی بیمار کو آس ہو

مسبب کی اسباب دیکھو ذرا | کہ قدرت مین اوسکی ہی کیا کیا بھرا

سفید و سیہ اوسکی ہی اختیار | بنائی ہین اوسنی یہ لیل و نہار

جہان مین ہی اندوہ و عشرت بہم | کبھی صبح عیش و کبھی شام غم

دو رنگی زمانہ کی مشہور ہی | کبھی سایہ ہی ہان کبھی نور ہی

قضارا تہا ایسا اک شب بہار | کہ اک شب ہوا اوسکا وہان بسترا

وہ تہی اتفاقاً شب چاردہ | ادا سی وہ بیٹھی وہان رشک مہ

بچھی ہر طرف چادر نور تہی | ہی چاندنی اوسکو منظور تہی

بچہا فرش چاندی کو اور لیکی بین | دو زانو تہمل کر وہ زہرہ جبین

کدارا بجانی لگی شوق مین | لگی دست و پا مارنی ذوق مین

کدارا یہ بجنی لگا اوسکی ہاتہ | کہ مہ نی کیا دایرہ لیکی ساتہ

بندہا اسطرحکا جو اوسدم سمان | صبا ہی لگی رقص کرنی وہان

وہ حسن بیان جنگل وہ نور قمر | وہ براق سا ہر طرف دشت و در

وہ اوجلا سا میدان چمکتی سی ریت | اوگا نور سی چاندنا رو لگا کہیت

درختون کی سایہ سی مہ کا ظہور | کری جیسی چلنی سی چھن چھن کی نور

دیا یہ کہ جوگن کا منہ دیکھ کر
ہوا نور سایہ کا نکری جگر
گیا ہاتھ سی مین سنکر جو دل
لگی سایہ اور نور آپسمین مل
وہ صورت خوش ای جو اوس نور کی
دل اپنی پہ سایہ نی منظور کی
ہوا بندہ لی اوسکہڑی اس اصول
بسیٹرا گئی جانور اپنا بہول
درختو لسی لگ لگ کی باد صبا
لگی وجد مین بولنی واہ واہ
درختو کی پتی جمکتی ہوئے
خس و خار ساری جہلکتی ہوئے
کدا ریکا عالم یہ تہا اوسکہڑی
کہ تہی چاندنی ہر طرف غش پڑی
یہان تو یہ عالم تہا اور طور یہ
تس اوپر فراتم سنتو اور یہ
کہ تہا ایک پریزاد فرخ سیر
جنون کی وہ تہا بادشہ کا پسر
نہایت طرحدار صاحب جمال
برس بیس الیس کا سن و سال
ہوا پر اوڑائی ہوی اپنا تخت
کسی طرف جاتا تہا فیروز بخت
وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر ماہ
اوسی خلق کیتی تہی فرو رشاہ
یکایک سنی یہیں لی جو صدا
وہاں تخت لا اپنا اوسنی رکہا
جو دیکہی تو جوگن ہی اک رشک حور
کہ چشم فلک نی ندیکہا تہا نور

نظر کر کی حسن اوسکا غش کر گیا
کیا کچہہ نہاوت کا یہاں ہوس ہی
پڑا تم پر ایسا کہو کیا سجوگ
کیدر تم ہوای کہاں جاو گی
وہ سبہی کہ دل اسکا آیا ادہر
خس و خار ہی عشق و حسن آگ ہی
ولی راگ ہی اور اونمیں ہوا
کہا ہنس کی جوگن نی ہر بول کر
کہا تب پریزادنی واہ جی
نزدیکی ہوا اتنا بہلا جاو گا
کہا ہو گی سو تو نسی اپنی کہو
یہہ دو دو لطیف جو باہم ہوی
گی بیٹہ آسامنی رت مین
نظر حسن پر گاہ دلبہ مین پر

تعشق کی عالم مین لبس ور گیا
لگا کہنی جوگی جی اودس ہی
لیا واسطی کسکی تمنی بہوگ
دیا ہم پر اپنی ہی فرماو گی
کہ رکہتا ہی دل سی تو دل سی خبر
سدا حسن اور عشق مین لاگ ہی
کہ دونون طرف آگ دیہی لگا
جہانسی تو آیا چلا جا اودہر
بہت گرم ہین آپ اللہ جی
ذرا ین سنکر چلا جاو گا
فقیر ونکو چہیڑو نہ بیٹہی رہو
ایسی لطف مین وہ تو بیدم ہوی
رہی بیت دونون اوسی بہت مین
سراپا دل اوس لعبت چین پر

رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش / بنا گل وہ جیوں نقش با چشم و گوش
وہ جوگن جو تھی درد غم کی اسیر / ہوا غم میں جوگن کی یہ بھی فقیر
نہ سدہ گھر کی لی اور نہ لی راہ کی / جب آئی ذرا سدہ تو پھر آہ کی
بجاتی رہی بین وہ صبح تک / یہ رو دیا کیا سامنے بیٹھ کر
ادھر بار بر بن کی تھی بہار / بندھا تھا ادھر اوسکے رونے کا تار
دھری اوسنے کاندھے پر جب اپنی بین / اوٹھی لیکے انگڑائی زہرہ جبین
پریزاد نے تب پکڑ اوسکا ہاتھ / بٹھالی لیا تخت پر اپنے ساتھ
زمیں سے اور آسمان کے تئیں / وہ کیسا کہاں کی نہیں ری نہیں
تماشا اور اوسنے اوڑایا اوسے / پرستان میں لا کر بٹھایا اوسے
یہ مژدہ گیا باپ پاس اپنے لے / کہا عرض کرتا ہوں میں آپ سے
یہ جوگن ہے اک صاحب کمال / ذرا اپنے سنئے اور اوسکے خیال
بہت آپ اونسے اوٹھاوینگے حظ / بہت ہیں سے اونکے پاوینگے حظ
کہا اون نے بابا بہت خوب ہے / ہمیشہ سے راگ اپنے مرغوب ہے
کہا او جوگی جی بیٹھو ادھر / کرو روشن اپنے قدم سے یہ گھر

کہا صحبت ہیں گی اور بات کی   سر اوپر ہمارے قدم آپکی
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی   جگہ ایک پاکیزہ رہنے کو دی

مجلس آراستن پدر فیروزشاہ

پلا مجہکو ساقی محبت کا جام   کہ مہمانیوں میں ہوا دن تمام
یہ جوگن جو تہی پر دگن ہوئی   کہ اتنے میں رات آئی جوگن ہوئی
بہبھوت اپنے مہ پر شتابی سے مل   رکہے اینڈوی کو جیوں مہ شب آئی نکل
دکہاتی ہوئی سوز دل دور سے   اوڈراتی ہوئی رال کو نور سے
ستارہ لگا مالا گلی سیج ڈال   وہ پہونچی پرستان میں حال حال
ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز   چہپا رشک سے اوسکی پردہ میں روز
ملک نے پرستان کی مجلس بنا   بلایا اوسے جس کی تہی وہ تمنا
پری زاد ساری ہوئی جمع وہان   کہ دیکہیں تو جوگن کا چال کرسمان
وہ جوگن جو سیج ہی زہرہ جبین   تو مجلس میں آئی لیئی اپنی بین
بہت منتوں سے بلایا اوسے   پری غرض تونسی بٹہایا اوسے
کہا ہم ہیں مشتاق نغمہ کائی   سماں بین کا ہمکو دکہلائی

کہا کچہہ کجا ناہمین اپنا کام
ہی بیزار فرمائیے تو کسی فقیر
کہا جوگی صاحب یہہ کیا بات ہی
جو مرضی ہو تو ہمکو تکلیف دین
کہا اس طرح سی جو فرماویگے
یہہ کہہ اوس نی اوربین کاندہی پہ دہر
کہڑی رہ گئی ہوش کہوئی ہوی
کیا اہل مجلس کا جو دل بیکل
ہوئی مینہ پر انگلیان جو دوان
روان اور دوان کر دیا جان کو
ہوا حال پر اوسکی جو کچہہ تباہ
کبہی سب منہی آگی کرتا نظر
ستونکی کبہی اوت مین ہوکی وہ
کبہی ایدہر اودہر سی بہر بہر کی آہ

ہر ایک طرح لیتا ہمین ہر کا نام
ولی کیا کرین اب ہوی جو اسیر
کرم آپ کا ہم پہ دن رات ہی
نہین جسمین راضی ہو سو ہم کرین
تو ہان بندگی ہی بلین کچہہ باوگی
یہان تک بجائی کہ دیوار و در
نظر جو پڑی وہان سی سو روی ہو
کہ جیون شمع اشک آی اوسکی نکل
کہ تہو نسی اوسکی ہوی دل روان
رولایا ہر ایک جن و انسان کو
وہ عاشق جو تہا اوسکا فیروز شاہ
کبہی جہانکتا جیب کی ایدہر اودہر
کہڑا دیکہتا اوسکو درو کی وہ
کبہی اوسکی ٹکڑی پہ کرتا نگاہ

وہ تو کچھ نہ کہتی یہ سنتی اوسے
نظر اوسکی جب آن پڑتی ادہر
اوسے آن و ادا پر وہ غرور شاہ
اگر کوئی جو لکھنے کی کرتا ثنا
غرض تہی یہ صحبت کہ میں کیا کہوں
بجی تہی صحبت میں وہان ایسی بین
سراپا پریزاد کی باپ نی
ایسی طرح ہر شب کرم کیجیے
مقدم ہمارا رجہایا کرو
یہہ گر بارہی اب کا ہی تمام
تکلف کو موقوف کر دیجیے
کہا اوسنے مطلب نہیں کچھ ہمیں
کہاں ہم کہاں تم ہوا یہہ جو ساتہہ
یہہ کہہ دہانسی اوٹہی وہ جو لگن اودہر

لگن انکو ایسی پڑ دیا یہہ رہتی اوسی
تو وہ اور کی طرف کرتی نظر
دل و جان سے کرتا تہا ہر لحظہ آہ
تو کہا رشک کہتا کہ پہر تمکو کیا
یہی دل تہا اوسکا کہ دیکہا کرون
کہ غش کر گئی وہ جو تہی بیچین
کہا کی دیا جوگی جی آپ نی
میری بزم رشک ارم کیجیے
ہمیں اپنا مشتاق جانا کرو
ہوئی آج سے ہم تمہاری غلام
جو کچھ تمکو درکار ہو لیجیے
تمہارا مبارک رہی گر ہمیں
یہہ تہی بات سب ان دوانے کی ہاں یہہ
دیا تہا جہاں اوسکی رہنی کو گہر

لگی رہنی ہا وسمین شب و روز وہ ۔ سمجھہ جیسی اپنی دل افروز وہ
کہا جیسی اپنی کہ سنتا ہی جی ۔ نہ کہہ اسیو اپنی دل مین کبہی
یہ سمجھی کہ تا کردگار جہان ۔ درین اسکا راچہ وار ونہان
غرض اسطرح اوسکا معمول تہا ۔ کہ اوس شاہ پریوکی خدمت مین جا
پہر رات تک ہستی اور بولتی ۔ ہر ایک بات مین قند سی گہولتی
بجا ہیں سبہ اوسکو رجہاتی تہی وہ ۔ پہر کی تجی گہر کو جاتی تہی وہ
ولی کیا کہون حال فیروز شاہ ۔ کہ تہی دن بدن اوسکی حالت تباہ
نہ دنیا کی اوسکی نہ دین کی خبر ۔ اوسیکی تصور مین شام و سحر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسی ۔ پتنگی کی مانند گرنا اوسی
بہانی تہی ہر کام کی روز و شب ۔ وہ مین کاٹنی اکی اوقات سب
ایسی طرح اوقات کہونا اوسی ۔ سدا اپنی حسن کی رونا اوسی
وہ جو کس ہی سو سو طرح کر ادا ۔ ہر ایک آن مین اوسکو لینی لگا
ولی کچہہ جو باتین تہی حسن طلب ۔ تو عاشق پہ وہ غصہ کرتی غضب
کیا اوسنی پردہ مین جب کچہہ سوال ۔ دیوانا کیا اوسکو باتو نمین ڈال

کبھی خوش کیا اور کبھی گہ اوداس
کبھی تیکھی نظر دلسی گھایل کیا
کبھی تیڑہی باتوں سی مارا اوسی
کبھی ہس کی دیکھا ذرا خوش کیا
کبھی مُنہ دیکھایا چھپایا کبھی
لٹونمیں کبھی دلکو لٹکا دیا
جو دیکھا چھپی تو لیا مُنہ کو موڑ
وہ ہر چند انکھس دیکھاتی رہی
بچارا پر نیزاد وہ سادہ دل
نہ مُنہ پر وہ عالم رہا اور نہ نور
ایسی طرح مدت گئی جب اوسسے
جگر خون ہو انکھونمیں آیا اوبل
بہہ دی پردہ دل سی جینی صدا
جو کہتا ہی اوسی تو کہتا دل

کبھی دور بیٹھی کبھی اوسکی پاس
کبھی ہتھی باتوں سی پایل کیا
کبھی سیدہی دلسی پکارا اوسی
کبھی ہو کی غلمین ناخوش کیا
کبھی مار ڈالا جلایا کبھی
کبھی ساتہ باتونکی جھٹکا دیا
ایسی طرح کرتی رہی توڑ جوڑ
پہ نظرونمیں دلکو لبھاتی رہی
ادائین پہ انسان کی متصل
گئی ذہنمیں دل ہو لیا چور چور
چڑہی گرمی عشق کی تپ اوسی
گیا دل سب اندر ہی اندر پگہل
کہ ہی صبر کی اپنی اب انتہا
کہ اب تنگ ہی اپنا احوال دل

سنبہلنا ہی ظالم تو اب بہی سنبہل ‏— نہیں کوئی دم میں چلا میں نکل
ملا کر تو اب دست افسوس کو ‏— پڑا رہ لیئ ننگ و ناموس کو
یہہ سن جسکا پیغام مجبور ہو ‏— کہا اپنی نزدیک کو دور ہو
بلا سی اگر آن رہتی نہیں ‏— کہ اب بن کہی جان رہتی نہیں
غرض ایکدن بات یہہ ٹہان کر ‏— لگا کہات پر اپنی وہ آن کر
نہ تہا اوسکی گہر کوئی ایدہر اودہر ‏— اکیلی پڑی جو گئی اوسکی نظر
اکیلی اوسی دیکہہ ہو بیقرار ‏— گرا پانو پڑ اوسکی بی اختیار
گرا اسطرح سی قدم پر جو وہ ‏— تو کہنی لگی مسکرا اوسکو وہ
کہی آج کیا یہہ خلاف قیاس ‏— گرا اتنا تو ہو گی کیون بیحواس
کسی نی تیرا دل ستایا کہیں ‏— دیا جسکو تیری گہبرایا کہین
میری بیٹہنی سی اذیت ہوئی ‏— کہ جسکا نتو نسی مصیبت ہوئی
فقیروں سی ایسا نہ ہو تو خفا ‏— بہلی ہم بہلا جا تیرا اپنو بہلا
اذیت مگر مجہسی پایا ہی تو ‏— جواب پانو پڑ پڑ اوٹہا ناہی تو
لگا کہنی رو رو کی فیروز شاہ ‏— کہ بس بس بہی تم کہو گی نہ واہ

تمہاری سمجھنے نے تو مارا ہمیں   یہہ باتیں ہیں اب گوارا ہمیں
ستائی ہوئی کو ستاتی ہو کیا   جلی دل کو ناحق جلاتی ہو کیا
ہوئی تم نہ واقف میری حال سے   فدا میں رہا جان اور مال سے
تم اپنا سا مجھکو سمجھتی رہے   بھلا تمکو اب یہاں کوئی کیا کہے
تم ایسی ہی تھی بے رحم بے درد ہو   غرض اپنی عالم میں تم فرد ہو
کہا اوسنے بس کہہ تو اپنا ہی حال   کہ تو کیوں گرا سر کو پانوں پر ڈال
کہا تب پریزاد نے میری جان   کہاں تک کروں راز دلکو نہان
بھلا ہجر میں کب تلک ہوں ملول   غلامی میں اپنی مجھے کر قبول
لگی پھر یہ کہنے کہ ایک طور سے   کہ میری کہانی سنے غور سے
مطلب اگر میری بر لاوے تو   تو شاید مراد اپنی بھی پاوے تو
کہا اوسنے پھر جلد فرمائیے   جو کچھ اب سے ہو بجا لائیے
کہا اوسنے یہہ ہے میری داستان   کہ شہر سراندیپ ہے ایک مکان
ملک ایک وہاں کا ہے مسعود شاہ   کہ ایک اوسکی بیٹی ہے مانند ماہ
جہاں میں ہے بدر منیر اوسکا نام   میں رہتی تھی خدمت میں اوسکی مدام

بنایا تھا اوس نے الگ ایک باغ
که فردوس کا تھا وہ چشم چراغ

جدا باپ سے تھی وہ اوسجا مقیم
سدا سیر کرتی تھی بیخوف و بیم

مین نجم النسا اوسکی دخت وزیر
ہمیشہ سے ہمراز تھی اور مشیر

جدا ایک دم اوسسے ہوتی نہ تھی
سوائی بغیر اوسکی سوتی نہ تھی

خوشی سے سر و کار غمسے فراغ
برنگ چمن رہتی تھی باغ باغ

کیسیطرح کا غم نہ تھا درمیان مین
ترقی خوشی کی تھی ہر آن مین

ہوا ایکدن یہہ عجب واردات
کہ ایک شخص وارد ہوا ایکرات

کہان تک کہون اوسکا قصہ دور
نہ تھا آدمی تھا وہ ایک شعلہ نور

گیا شاہزادی کا اوسپر جو دل
ہوی ایک دونو وہ آپسمین مل

دلی عاشق اوسپر تھی کوی پری
محبت مین اوسکی تھی وہ بھی ہری

کہین یہان کی آئی کی سن کر خبر
خدا جانی اوسکو لی بھاگا اودہر

و یا قید مین اوسکو ڈالا کہین
کہ مدت سے اوسکی خبر کچھہ نہین

سو مین جو گئین اوسکی جوگن ہوی
یہان تک تو سوچی پر وگن ہوی

پریزاد آپسمین تم ایک ہو
اگر تم ذرا کھوج اوسکا کرو

که شاید یه دسی تمهاری ملی — که هر آرزو سب همارى ملى
دل اباد هو جیکو ارام هو — تمهارا بهی اس کام میں کام هو
کها تب پریزادنی هاتهه لاو — انکهوٹهی دکهایا که اترانجاو
کها یه بهی کچهه نهین مه جبین — لگی هنس کی کهنی نهین یه نهین
یه سن قوم کو اوسنی ایسی بلا — نصیدسی سبکو سنا کر کها
که جاو تو ڈهونڈهو کرو مت کمی — که ایک هی پرستان مین قید آدمی
جو تم مین سی لاویگا اوسکی خبر — جواهر کا اوسکو لگا دونگا پر
یه سن اپنی سردار کا وه کلام — تجسس مین پهرنی لگی صبح شام
هوا اکهان ایک کا وهان گذر — جهان قید مین تها وه خسته جگر
وه روتا جو تها ناله و آه سی — تو کچهه اوسکو آئی صدا چاه سی
کها کچهه تو ملتا هی یهان سی سراغ — که آتی هی یهان بوی گلدار باغ
وه چوکی لی جو دیکهی جا بجا — لگا پوچهنی کسکی هی یه صدا
کها ماه رخ کا هی قیدی یهان — کوئی مین تڑپتا هی ایک نوجوان
یه تحقیق کر اور لی وهان کا بهید — اوڑا شهر کو اپنی دیو سفید

کیا جا کی فیروزشہ کو سلام | سنا یا جو کچھ تھا سو سنا یا تمام
کہا ماجرا جو ہی اب لا ئی | جو دیو نی کہا ہی سو دلوا ئی
جو معمول تھا وہاں کی العام کا | جواہر کی اوسکو دینی پر لگا
یہہ سمجھا پھر اوس ماہ رخ کو تمام | کہ کیون زیست کرتی ہی اپنی حرام
بنی آدمی کو تو جو رسی لا | نہ تنہاتی ہی گر ہیں تعشق جتا
تیری باپ کو گر لیکیون تیرا حال | تو کیا حال ہو تیرا ای مہ جمال
عزیز اپنی رکھتی نہیں جان کو | ابھی ہی کہ ہوکو پرستان کو
تیرا رنگ غیرت سی اوڑتا نہین | تجھی کیا پریزاد جوڑتا نہین
ہماری گی ہول خوف و خطر | لگی رکھنی انسان پر تو نظر
بھلا چاہتی ہی تو اوسکو نکال | کیون تاین جیسی تونی رکھا ہی ڈال
اور اوسکی قسم کہا کہ ہرگز نہیں | کیا نام اوسکا تو پھر تو نہین
کہا ماہ رخ کو یہہ فرمان جب | ہوئی خوف سی وہ پریشان تب
کہا مجھسی تقصیر اب تو ہوئی | کہو اوسکو لیجا یہان سی کوئی
اگر اب میں لاگون ہون اوسکی کبھی | تو پھر ہونگ دیکھو مجھی تم تبھی

پھر اتنا ہی احسان مجھ پہ کرو | کہ اس کا پرستان مین چرچا ہو
میری باپ کو یہ ہو وی خبر | کہ مین پھر نہ آیا پھر رہون نہ اودھر
یہ سنکر جواب اوسکا وو شاہ | چلا اپنی جب سی جہان تہا وہ چاہ
سر چاہ پر جب وہ ہو یا شفیق | کہا اونکو تہی وہ جو اوسکی رفیق
کہ یہ سنگ اوکھڑنی ہیں اسی پہلی | کیسی طرح جہالی سی تہر تلی
کری تہی جو وہ دیو جیسی پہاڑ | اونہون نی دیا اپنی سینہ کو کاڑ
وہ پتہر جو تہا کوہ پیلسنگ راہ | دیا پھینک وہان سی اوسی مہلکاہ
وہ بادل پیلسر کا جو اوٹہا چاہ سی | تو ایک نور چمکا شب ماہ سی
اندہیری سی اوس چاہ کی اوسکا تن | نظر یون پڑا جیسی کالی کا من
وہ من ڈالی اوسمین پڑا تہا جو وہان | کہا اوس پریزاد نی سبکو مان
لگا تو امانت اوسی اس نمط | کہ لیتی ہون بو مشک سی جس نمط
تمہیں احتیاط اوسکی اتنی ضرور | سمجہو اوسی اپنی پتلی کا نور

بدر آمدن از چاہ بی نظیر

قدح بہر کی لا ساقی با تمیز | کو وین سی نکلتا ہی یوسف عزیز

گئی دن جران کی اور آئی بہار　　گئی لالہ کو نسی دیکھا لالہ زار
کلا لی جھلکتی دلا دی سبی جھے　　سمان کوئی ایسا دیکھا دی مجھی
کہ وہ ماہ نخشب کوئیں سی نکل　　منازل پر اپنی پھری بر محل
کوئی دیو تھا وہاں سکندر نژاد　　کوئیں میں اوتر کر وہ حبیب مراد
الگ یوں لی آیا کوئیں سی نکال　　کہ فوارہ جیوں آب کو دی اوچھال
لی آیا وہ جیوں خضر ہو گیا تسی　　نکال آب حیوان کو ظلمات سی
ہوئی مست اس تازہ بو سی گل　　کہ نکلا وہ سنبل سما ماند گل
اندھیرے سی نکلا و روشن بیان　　کہ حرفوں سی جیوں ہوئی معنی عیان
وہ جیتا تو نکلا و لی اس طرح　　کہ بیمار ہو نزع میں جس طرح
زبس او پر آئی کا تھا او سکو غم　　کبھی تو کہ بہرتا تھا او پر کو دم
جمی خاک تن پر برنگ زمین　　گڑا جیسی لعلی ہی تیلا کہن
نہ انکھو میں طاقت نہ تن میں توان　　کہ جیوں خشک ہو نرگس بوستان
وہ تن سرخ جو تھا سو نیلا ہوا　　وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ سر میں جو تھی اوسکی سنبل نمی بال　　ہوئی لاغری سی بدن پر وبال

فقط پوست باقی تھا یا استخوان
نہ تھا خون کا رنگ بھی درمیان

بدن سی رگو نکلی تھی اس ڈھب نمود
کہ الجھا ہو جیون ریسمان کبود

بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

وہ ناخن جو تھی اوسکی مثل ہلال
سو وہ ہو گئی بڑہ کی بدر کمال

یہہ دیکھا جو احوال اوسکا تباہ
تو روتا ہوا جلد فیروز شاہ

اُٹھا تخت پر اپنی اوسکو وہان
لی آیا وہ بیٹھی تھی جو گلجہان

رکھا تخت ایک جا پر اوسکا جہا
کہا پھر یہہ جا کر کی نجم النسا

چل اب تو کہ میں اوسکو لایا یہان
یہہ سنتی ہی گھبرا کی بولی کہان

دیوانی تھی از بس وہ اوس نانو کی
نہ سر کی رہی سدہ نہ کچہہ پانو کی

کہا چل کہان ہی بتا تو سے مجھے
دکھا صورت اوسکی دکھا تو مجھی

کہا رہ کی چلیو ذرا تم سنو
کہ شادی بڑی ہی کہیں غم نہو

یہہ کہہ اور لی ہاتھ میں اوسکا ہاتھ
لی اپنی جو گل کو وہان ساتھ ساتھ

گیا آپ اوس تخت پر بیٹھ اور
دکھایا اوسی اور کہا کر تو غور

جسی ڈھونڈتی تھی تو یہہ ہی وہی
کہا ہاں ہاں وہی ہی وہی

یہہ کہہ اور اوس تخت کی پاس آ — کہا ای پریزاد تو اوٹھہ ذرا
کہ اس تخت کی گرد یکدم پہرون — بلائین مین دل کہولکر اسکی لیون
کہا اوسنی پہرکر بہلا دیکہہ تو — تو اس بات پر میری صدقہ ہی ہو
کہا اوسنی جب اپنی جی لی دیکہا — اری دیو تو کیون دیوانہ ہوا
غرض وہ پریزاد بہی اوتر — کہڑا ہو گیا تخت سی ہو اودہر
یہہ اوس تخت کی گرد پہرنی لگی — بلا اوسکی لی لی کی کرنی لگی
گلی لگ کی رونی لگی زار زار — کیا اپنی تن من کو اوس پر نثار
وہ دیکہی جو ٹک اکہہ اوٹہا کی نظر — تو مجسم الم ہی ہہ دخت وزیر
کہا تو کہان آور کسکا ہہ جوگ — کہان ہہ لباس اور کہان ہہ یہہ جوگ
کہا اوٹہی غم نی دیوانہ کیا — کہ عالم سی اپنی بیگانا کیا
بغل کہولکر پہر تو اپس مین مل — وہ رو یا کیا دیر تک متصل
بیان پہر جو اپنا وہ کرنی لگی — تو ہر ایک کی چشم بہرنی لگی
کہا سر گذشت اپنی اوسدم تلک — کہ اسطرح ہوتی ہون ہم تم بلک
یہہ سن کی نظیر اپنی دلسوز سی — لگا دہونی اوسی رو رو سی

کیا ایکدن تو اونھون نی مقام
چلی دوسری دن وہ بروقت شام

اوڑی تخت پر بیٹھ کر وہ ادھر
کہ تھا القصہ مطلوب اوسکا جدھر

وہ جوگن و فیروز شہ آدر راہ
چلی تخت پر بیٹھ اودہر کی راہ

گھڑی حرف مطلب زبس سوچ کر
وہ بیٹھی تھی گھر مین مثلث کی گر

مربع نشین تھی جو بدر منیر
وہان جا لگی ہو کی وہ دخت وزیر

اوتارا وہین جا درختو مین تخت
دوبارا اکیلی اون درختو تلی تخت

اکیلی اوتر وہان سی آئی ادھر
لیی سوگ بیٹھی تھی وہ مہ جدھر

یکا یک جو آ وہ قدم پر گری
تو جھجکی وہ شہزادی اور کچھ ڈری

پھر آخر جو دیکھا تو جوگن ہی ہے
میری درد و غم کی بروگن ہی ہے

کہا ہای نجم النسا تو ہی جان
اری تیری صدقہ میری مہربان

ہمین تیری ملنی کی کب آس تھی
کہ جینی سی اپنی ہی کچھ یاس تھی

بہت اوس نی چاہا کہ ہووی کسی
گھڑی ہوئی ہولی دلی گر پڑی

کہا بار غم سی افاقت نہیں
اری کیا کرون مجھ مین طاقت نہیں

بلائین لگی لینی نجم النسا
لگی کرنی پھر نی بر یک صبا

اوسی شاہزادیکا تہا حال یاد — جو دیکہا تو کچہہ یہان ہی اوسنی یاد
نہ گہر کی وہ رونق نہ اوسکا وہ حال — کلو نسی لگا دل انک پائمال
پڑی ساری سنداست دیوار و در — محل مین جو دیکہو تو ٹوٹا سا گہر
خواصین جو تہین ناہین وہ نازنین — سو میلی کچیلی کہین کی کہین
نہ جوڑی گوندہی اور نہ کنگہی درست — جو چالاک تہین بن گئین وہ سُست
ہر ایک عالم مین دیکہو تو دنگ — اوڑا رنگ چہرہ کا مثل پتنگ
نہ اُبٹن کی چہلین نہ وہ چہچہے — نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہے
غم آلودہ ہر ایک زار و نزار — نہ آرام دل کو نہ جیکو قرار
جو بیٹہین تو رونا جو اوٹہین تو غم — غرض ٹُٹی اتی سی اون پر ستم
چمن ساری ویران سی ہی پڑی — شجر گل کی ایک جہاڑ سی ہی گری
جو خود تہی تو حیران و بیمار سی — کہ جیون زرد شنبہ کی ہو آرسی
نہ تاب و توان و نہ ہوش و حواس — ضعیف و نحیف و پریشان اوداس
یہہ احوال دیکہہ اوسکا تخستہ الب — جلی شمع کی طرح آنسو بہا
ولیکن محل مین پڑی ہے جو دہوم — کہ مثل پروانہ اوسپر ہجوم

سنی ایک سیں ایک نے یہ خبر — مبارک سلامت ہوئی یکدگر
کوئی غنچہ کے طرح کھلنے لگی — کوئی دوڑ دوڑ اوس سیں ملنے لگی
لگی کوئی صدقہ کی لانے لگی — کوئی سر سیں روتی چھولانے لگی
کوئی آئی گھر سیں و باہر سیں کوئی — ادہر سیں کوئی اور اودہر سیں کوئی
حقیقت لگی پوچھنے آکو سے — لگی کرنے آپس میں چرچا کوئی
ہوا سر پہ اوسکی زبس اژدہام — لگی کرنے گھبرا کی سب کو سلام
کہانی ہیو کل کیو لگی ہیں حال — کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال
وہ انبوہ جب کچھ ہوا بر طرف — تو پھر دیکھہ نجم النسا ہر طرف
کہا شاہزادی تو آتی نہیں — ادہر اپنی سر لف لاتی نہیں
چلو چل کی آرام تک کیجئے — کچھہ ایک تم سیں کہنا ہی سن لیجئے
گئی جب کہ خلوت میں بدر منیر — کہا لی میں لائی تیرا لی نظیر
یہہ سن ایکدم تو وہ غش کر گئی — لبی تو کہ جیتی ہی جی مر گئے
تعجب سیں پوچھا کہ سچ مچ ہی یہہ — دیا چھیڑ لی کو میری کچھہ ہی یہہ
کہا مجھکو سوگند اس جان کے — غلط کہنے والی میں قربان گئی

نٹ ڈو جوسی کی خبر بکبک
نہیں ہم پر کہہ بیٹھی بیدہڑک

کہا کیون کہ لای کہا اسطرح
وہ سب کہدیا حال تہا جسطرح

کہا پہر وہ دونو کہان ہین کہا
درختو نمین اونکو رکہا ہی چہپا

تیرا جالی قیدی چہورا لائی ہون
اور ایک بندہوا اوڑا لائی ہون

عجب وقت مین مین ہوی ہون جدا
کہ دلبر کو تیری دیا لا ملا

مگر ایک یہہ آپڑی نی لبسی
کہ مین تیری خاطر بلا تہی سہی

سو اب ایک کو تو لی آتی ہون مین
ہوا دوسری کو تہا لی ہو مین

یہہ سن شاہزادی سی کہلکہلا
کہا کیون اوڑا لائی ہی تحسم الہ

اری ایک تو ہی بڑی قہر ہا
کہین تو ہی آفت کہین زہر ہی

چل اب جو تجہلی لبس زیادہ نکر
اونہیں جا کی جلد لیسی لی آ ایدہر

کہا پہر پریزاد کی رو برو
بغیر ا کیسی کی کیی ہو گی تو

کہا وہ تو ایسا دیوانہ نہیں
وہ اس بات کو کیا کہی گا نہیں

اگر تیری کچہہ دلمین وسواس ہی
نہین دور وہ تو تیری پاس ہی

ذرا پوچہہ لیجو تو اس بات کو
کہ وہ رد بدر دادسکی ہو یا نہو

یہ سنکر شتابی گئی وہ نگار
لیا اوسنی آہستہ اوسکو پکار

چھپائی ہوئی لا بٹھایا وہان
وہ خلوت کا جو تہا قدیمی مکان

پہر اوسنی یہ پوچھا کہ ای بی نظیر
کہو تو چلی آئی بدر منیر

کہا خیر ہی تجکو رشک چمن
جبہی ہی کس بات سی یہ بہن

میرا جان و مال اوسپر قربان ہی
کہ اوسکی سبب سی مری جان ہی

میرا تو یہ ہمدم ہی دن رات کا
مجہی اوسی پردہ ہی کس بات کا

ملاقات شدن بی نظیر از بدر منیر

میری منہ سی ساقی لگا دی شراب
کہ ملتی ہین پہر دو مہ و آفتاب

یہ سن سن کی باتین وہ پردہ نشین
چلی آئی وہ نازنین مہ جبین

حیا سی پہر آکی جو بیٹھی جو پاس
پہر آئی گی اوس کو ہوش و حواس

نظر سی نظر جو ملی ایک بار
لگی چشم سی لعل و گوہر نثار

اودہر چشم خونی ادہر چشم نم
ادہر سی اوسکا غم اور اوسکی اسکا غم

نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکی حال
تن زرد زرد اور رخ لعل لعل

بہم دو حیران دیدہ گلدار سی
ملی جیسی بیمار بیمار سی

عجب صحبت ایسے میں اوس دم ہوئے　　کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئی
وہ نجم النسا اور فیروز شاہ　　حیا سے کئی اپنی نیچی نگاہ
سر شک محبت بہانی لگی　　اوسن احوال پر حیف کھانی لگی
اور اک طرف وہ شاہزادہ نڈھال　　لگا رونے انکھوں میں دھر کر رومال
وہ مجروح دل تھی جو بدر منیر　　لگی کھینچنی اپنی آہوں کی تیر
کہا شاہزادہ نے احوال سب　　کوئیں میں جو گذرا تہا رنج و تعب
نہ تھا کوئی میرا فریاد رس　　تڑپتا رہا دل بہر رنگ جرس
وہ تاریک خانہ میرا گھر رہا　　سدا میری چھاتی پر پتھر رہا
محبت نے یہ چاشنی زور دی　　کہ میری تئیں جیتی جی گور دی
زمیں سے نکلنے کی کب آس تھی　　فلک کی مجھے ہاتھ سے یاس تھی
عجب طرح سے زیست کرتا رہا　　تیری جانب سے دور مرتا رہا
خدا ہی نے تجھ سے ملایا مجھے　　او تھے قبر سے پھر جلایا مجھے
دیئے شاہزادی نے رو رو جواب　　کہ میں نے بھی دیکھے تھے یکرور خواب
تیری داغ کی دل میں جو بو گئی　　میں اک رات روتی ہوئی سو گئی

الک

تو لیا دیکھتی ہوں کہ صحرا ہی الک — اور اوس دشت درمین کیوان سا ہی

صدا اونانسی آتی ہی بدر منیر — اید ہر آ کہ یہاں قید ہی بی نظیر

مین ہر چند چاہا کروں کچھ سی بات — دلی کی گئی وہان نہ کچھ مجھ سی بات

میری جان کو اسطرح دہل گئی — او سیدم میری انکہہ بہر کہل گئی

عجب اوس گھڑی مجھپر گذرا قلق — کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق

او سی دلسی یہہ حال گذرا میرا — کہ مرتی رہی نام لی لی تیرا

نہ دیتا تہا لو کوئی تیری خبر — دلی تہا تیری غمسی دلکو اثر

گذرتا تہا وہاں مجھپر جو صبح شام — وہ اندہیر تہا مجھپر روشن تمام

یہ کہتی ہیں کیسی یہہ درد نہان — شب و روز جلتی ہی مین شمع سان

عجب طرحسی زیست کرتی ہی مین — کہ اسن زیست کرنی سی مرتی ہی مین

الہی غم مین یہاں ہی لیل و نہار — کہ کیونکر ملاویگا پروردگار

میری شکل پر روکی نجم النسا — گئی اسطرح حال اپنا بتا

ہر آئی تو معلوم ہی تمکو سب — کہ ہم تم ملی ہر اوسیکی سبب

سنہ السمس کہ حال دل رو او تہی — یہہ کہنی کو سوی تہی لبس سو او ٹہی

جو ملتی مین کھڑی ہوئی ایک جا
پر نیزا و بحسم اللہ وہ جدی
گی رات حرف و حکایات مین
شب وصل کی جو سحر ہوگئی
چھپا ماہ نی اپنی رخ پر نقاب
صبوحی کو اوٹھتا ہی جیسی مدام
نئی روز کو ساتھ اونی لگا
ہوا چشم وا جب وہ مژگان دراز
گیا عقدۂ صبح اوسدم جو کھل
اوٹھی جب کہ بسم الکلام وو
دو بار اکیا سب نی اپنا سنگار
وہ جوگن ہوئی تہی جو بحسم اللہ
سادہو کی لگی عجب اس سی
نہالی سی لگا عجب اوسکو زو ب

اوٹھیں نیند آتی ہی یا تو مس کیا
الگ اپنی یا تو مین سر گرم تہی
سحر ہوگئی بات کی باتمین
تو سونو نکو گویا خبر ہوگئی
اوٹھا بستر خواب سی آفتاب
شراب شفق سی بھری اپنا جام
وہ سوتونکو سب کی جھانی لگا
سفید و سیہ مین ہوا امتیاز
نکل آئی ایدہر اودہر سی وہ گل
گئی باری باری سی حمام کو
چمن مین نئی سر سی آئی بہار
جمیں گرد وہ اپنی تن سی چھوڑا
کہ الماس نکلی ہی جیون کان سی
نکل آئی بدلی سی جسطرح دہوپ

دیا آگ اوسنی لگا یہ آور — کہ پوشاک کی سرخ لالای طور
جلائی کو ہی شمع کی ونگلیاں پہن — کہ سرخ لاہی کا جوڑا پہن
تامی کا سنجاف اوسکو لگا — طلا کی طرح جیسی دیا ودگ گا
اوسی رنگ کی ساتہ کا سب لباس — تصور میں ہو سرخ جسکی قیاس
بہبہو کا ساتن اور وہ اوسکی دمک — کہ جیوں شعلہ الماس سی اوٹھی بہڑک
نکیلی وہ اوٹھی ہوی چہاتیان — بہریں اپنی جوبن میں اترا تیان
گلی کی صفای اور گریٹی چاک — ترا قیلی انگلیان کسی ٹہک ٹہاک
وکچھن سی اوسمس گچس لال لال — بہری رنگ کی قمقمہ کی مثال
ملاہٹ وہ مٹی کی اوسپی نمود — کہ جیوں سرخ چہرہ پر خال کبود
لبی تو لی اپنی منہ پر نقاب — شفق میں چہپی جو وہ آفتاب
بنت گر دکہونکر نہ اونکی پری — جہاں کہونکر دلبر کیا گیا گری
جواہر سجا اپنی موقع سی کل — ترشح میں ہو جیسی نمدیدہ گل
وہ لیلی کہچی اور وہ ابرو کہچی — ہر ایک ایتہہ میں اپنی ہر سو کہچی
کہوری وہ چوٹی زریکا مصاف — کہ جیوں دود کی بعد شعلہ ہو صاف

عروسانه اوسنے کیا جو لباس | تو آئی لگی جو نکلی اوسنے باس
بنی جبکه اوس رنگ وه رشک حور | چلی آئی فیروز شه کے حضور
پریزاد تو قتل ہی ہو گیا | لگی تو کوئی جان سی کہو گیا
حیا سے نکلی بات یه لجہ گیا | ولے دل سے قربان اوسپر ہوا
وه بن ٹہن کے الیمس رہنے لگی | بہم راز دل اپنے کہنے لگی
خوشی سے ہوئی سب کی سرسبز دل | لگی سبزبان ہونے الیمس مل
ضیافت بہم ملکے کہانے لگی | وه غم کہانے اپنے ٹہکانے لگی
جہسے عیش و عشرت وه کرتی رہی | یه عجر و بکے حرچه سے ڈرتی رہی
اگرچہ ہر ایک وصل سے شاد تہا | ولے ہجر کا غم اونہیں یاد تہا
یه ٹہرا کے نکلے وه دو ماه رو | که اس بات کو کیجئے ایک سو
عجب ہے جو یوں ہی دوبارا رہیں | چہپی کب تلک اسکا اظہار ہیں
سبہی ہے یه تکلیف آرام کو | یه ناکامیاں ورنه کس کام کو
نصیب اسطرح سے جو یاری کرین | عیاں کیوں نه ہم جو اسکاری کرین
جب الیمس یه مشورت ہو گئی | ایدہر اور اودہر ملکے دو تو گئی

وہ نجم النسا اور وہ بدر منیر — کچھ ایک کی ساتھ وہ دونوں شہر
ارم میں گئے ہیں جا اپنے باپ کی — کہ دیکھیں گے پھر ہم قدم آپکی
لکھا ہے نظیر اور فیروز شاہ — کیے ہیں شہر میں رکھ کے فوج و سپاہ
کر اسباب سب سلطنت کا درست — پھرائے اوسی جا پر چالاک و چست

احوال خواستگاری شادی ار بدر منیر

وہاں کا جو تھا شاہ انجم سپاہ — جبھی لوگ کہتے تھے مسعود شاہ
کیا نامہ یوں ایک اوسکو رقم — کہ اے شاہ شاہان والی فخر جم
فریدون مثال و سکندر نژاد — مراد جہان و جہان مراد
جہان شجاعت زمان کرم — دل رستم گرد و حاتم بہم
میں وارد ہوا ہوں سے عمان عرب — لے آئی ہے تجھکو مرے ہاں نصیب
نوازش سے اپنی کرم کیجیے — غلامی میں اپنی مجھے لیجیے
ہمیشہ سے ہے راہ رسم شہان — کہ وابستہ ہے یوں ہی کار جہان
جہاں پر ہے روشن کہ میں شاہ ہوں — ملکزادہ ابن ملک شاہ ہوں
ہر اک محسنی واقف ہے برنا و پیر — کہ ہے نام میرا شہ بی نظیر

بیان سب کیا ماضی و حال کا
جتا کر بہت عجز اور انکسار
کہ جو ہوئی بر عکس شرع شریف
اگر مانئے خیر تو   ہا سنئے
گیا ہے جو مسعود شہ کو پیام
سمجھ اوسکا مضمون مسعود شاہ
اگر جنگ ہو تو بڑی جنگ ہو
اور آخر یہی ہے زمانہ کی چال
نہ تازی سے کچھ رسم ہوندی
لکھا نامہ اوسکو یک در جواب
لکھا بعد حمد و ثنائے خدا
کہ نامہ ہمارا جو سرسنہ تہا
سر لعنت کی عالم مین مجبور ہین
اگر ہم کبھی اپنی دعوی پر آئیں

تحمل کیا فوج و اموال کا
لکھا ہے یہی ایک حرف آخری بار
وہی اپنی مذہب میں اپنا حریف
نہیں آپ آیا ہمیں جانئے
سنا اور پڑھا خط کا مضمون تمام
کہ اتنی ہی فوج اور ہے کچھ سپاہ
پھر آخر خدا جانی کیا رنگ ہو
کہ ہو بند ہوتی ہیں باہم نہال
ہمیشہ سے ہی عالم برومندی
کہ غافل کو نکتہ لکھی ہی کتاب
پس از نعت احمد شہ انبیا
وہ راز نہاں اپنی ہاتھوں کھلا
نہیں اپنی نزدیک ہم دور ہیں
تمہاری فلک کو نہ خاطر میں لائیں

ابی ہترلیسی لکلی ہو لر کو یا طور نہیں ہایک دبد تمہیں اپنی غور
کیسی پاس دولت یہ رہی نہیں سدا ناو کاغذ کی ہتی نہیں
ولی لیا کرنا رسم دنیا ہی یہ وگرنہ گمنڈ آپکا لیا ہی یہ
زبس ہکو ہی پاس شرع رسول سو اسو اسطی کرتی ہیں ہم قبول
خلافِ ہمبر کسی رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
ایک اچہی سی تاریخ ٹہرائی دیا حکم ہمنی تمہیں آسئے
گیا ایلچی لیکی نامہ اودہر اوڑی ہرطرفسی خوشیکی خبر
سنی یہ جو نامہ کی لکہ و شنید ہوئی شاہزادی کو گویا کہ عید
کشادہ ہوئی دل جو ہی غمسی تنگ اوسی دن سی ہونی لگا اور رنگ
ہوئیں ہرطرف سب دل آزاینان لگی ہونی شادی کی تیاریان
بولا شگنو ہو لکا بنا سال وسن مقرر کیا نیک ساعت سو دن

داستان شادی کی نظیر بادرمنیر

لید ہری تو ای ساقی گلدان دہری اج اوس سمرو کی لگن
بلا مطربانِ خوش آواز کو کہ اوین لئی اپنی سب ساز کو

وہ اسباب شادیکا تیار ہو
بڑی خواہشونسی جب آیا وہ روز
محل سی نکل جب ہوا وہ سوار
کرون اوس تجمل کا کیونکر بیان
وہ دولہہ کی اوٹہتی ہی الک علی گل
کوئی دوڑ گہوڑونکو لانی لگا
لگا کہنی کوئی ادہر آئیو
کسیکو کسی نی پکارا کہین
کوئی پالکی مین چلا ہو سوار
جو کثرت مین دیکہا گہا گاڑی
سپر اور قبضہ کڑکنی لگی
نکورون مین نوبت کی اور اوکی بعد
وہ شہنائیونکی سوہانیں دہوین
ہزارون تماشی کا تخت روان

مکرر نہ پہر جسکا ملکر ارن ہو
چلا بیاہنی وہ بہ دل فیروز
بجی شادیانہ بہم ایکبار
کہا ہر نی تقریر سی یہ بیان
لگا دیکہنی اوٹہ کی چہوٹا بڑا
کوئی ہاتہیونکو ہٹانی لگا
ارے رتہہ شتابی مری لائیو
نہ لانی پر میانہ کی مارا کہین
پیادونکی رکہہ اپنی آگی قطار
کوئی پالکی نالکی پر بٹہا کہین
سوارونکی گہوڑی بہڑکنی لگی
گرجنا وہ ڈہولونکا مانند رعد
جسی گوش زہرہ منفعل سنین
اور اہل نشاط اوسپر جلوہ کنان

[illegible]

وہ طبلو نکا بجناں وہ رنگین صدا   وہ گانا کہ اچھا نہ لا ڈلا
وہ نوشہ کا گھوڑی پر ہونا سوار   وہ موتی کی سہری جواہر نگار
تبر اور وہ گھوڑ نکا چلنا سنبھل   ہما کی وہ دو نو طرف مورچھل
وہ فانوسیں آگی زمرد نگار   کہ ہو سبز مینا جنہوں پر نثار
دو رستہ جو روشن چراغاں ہوے   پتنگی خو سبی غزلخوان ہوئے
ہوا دل جو روشن چراغاں سبی   پڑہی شمع نوری کی دیوان سبی
چراغو نکی تر پولیی جا بجا   اور اونمیں یہ نار اربونکی صدا
کوئی پان سیتی کہلونی کوئی   کوئی دال موتیں سلونی کوئی
تماشا میو نکا صدا ایک ہجوم   پتنگی کریں جیوں چراغاں پہ دہوم
گرجنا وہ نوبت کا باجو نکی سات   گرجنا وہ باجو نکا ڈہلو نکی سات
براتی ادہر اور ادہر جوق جوق   وہ آواز سرنا وہ آواز بوق
وہ کالی ہنا دہ اور اونکی نفیر   کہ تا چرخ پہونچی صدا اونکی چہیر
وہ آرایش اور گل کی رنگ کی   وہ ہاتہی کی دو دیو سی جنگ کی
وہ ابرک کی گنبد و منبی کی جہاڑ   لگی تو کہ تنگی او چہل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر وہ تخت | کہیں پر کنول اور کہیں پر درخت
وہ رنگیں کنول اور وہ شمع و چراغ | کہلی جس طرح لالۂ نور باغ
جہاں تک نظر جاوی او دہلی قطار | طلسمات کی سی ہوا پر بہار
اناروں کا دغا ہو چھٹنے کا زور | ستاروں کا چھوٹنا پٹاخوں کا شور
وہ مہتابی کا چھوٹنا بار بار | کہ ہر رنگ کی جس سی دونی بہار
دہواں چھپ گیا نور میں نور ہو | سیاہی اوڑی شب کی کافور ہو
سراسر وہ مشعل کی ہر طرف جہاڑ | کہ جیوں نور سی مشتعل ہو پہاڑ
زری پوش سردار سب بلکہ کر | پہریں برق کی طرح اید ہر اودہر
کہیں تو کہ نزدیک اور دور سی | زمین و زمان بہر گیا نور سی
جب آئی وہ دولہن کی گہر برات | کہوں وہاں کی عالم کی کیا تم سی بات
ہوئی وہاں کی صحبت جو رشک بہشت | دہری لخلخہ گرد عنبر سرشت
کہڑی بادلوں کی وہ خیمہ بلند | کریں عالم نور جسکو پسند
عجب مسند ایک جلگلی اور فرش | تمامی کی عالم کا جو کور فرش
بلوریں دہری شمع دان بے شمار | جڑیں موم کی بتاں چار چار

نئی رنگ کی اور نئی طور کی
تماشائوں کی یہ گستر کہ بس
و وزرانو زری پوش پہنی تمام
وہ دولہ کا مسند پہ جا بیٹھنا
طوائف کا اوٹھنا وہ انداز سی
کرن راگ اور ناچ کا کیا بیان
وہ ارباب عشرت کا الپہس پل
وہ ایمن کی لگرین ایدر اودہر
اور اوس صف سی ایک جوڑی کا کل
اوٹھانا وہ ناچو لگا دی دیکی تال
کبھی پرملون میں دکھاتی ادا
کبھی گیت سری نا چنا ذوق سی
ایدہر کی تو یہ گیت اور اوسکا ہاو
گھڑی ہو کی دو گنوت حصہ کی لی

دہری ہر طرف جھاڑ بلور کی
بلی ایک سی ایک سب پیش و پس
شراب خوشی کی لئی نوش جام
برابر رفیقوں لگا آ بیٹھنا
دکھانی وہ اصور تین نار سی
قدیمی کبھی وقت کا سا سمان
جمانا گھڑی راگ کا دیکی دل
بلی سر طنبور و کی با یکد گر
جتانا ہنر اپنا پہلی پہل
وہ بوتا ساقد اور لنگر و کی چال
کہ جیوں ٹوٹ کر ہوی بجلی ہوا
کہ تیور اکی عاشق گری شوق سی
اودہر اوٹ میں نایکوں کا بناو
چبایاں اور رنگ ہونٹوں پہ دی

انگوٹھی کو لی سانسی آرسی | وہ صورت کو دیکھنے اسی کلداری
اولٹ اسنین اور مہر لگا چابک | ہنسی سرسی انگیا کو کرنے تنک ساک
نبا گیلی اور کری ابرو درست | جھٹک دامن اور ہوئی چالاک چست
دو پٹی کو سر پر اولٹ اور سنبل | لگا تک وصف چیرا آنا بغل
پکر کان اور گھونگرو کو اوٹھا | ہن پانو ہیں سرسی اپنی بچھوا
ادہر اور اودہر رکھے کی کاندہی پر | چلی ناچنی اپنی سنگت کی ساتھ
فرح چند کی ہاتھ کی مور اک | لجائی ہوئی چاندسی صورت اک
کبہی ناچنا اور گانا کبہی | رجہانا کبہی اور لبہانا کبہی
خوش آواز تو نسی وہ گانا خیال | دکھلانا ہر ایک دم میں اپنا جمال
وہ شادی کی مجلس وہ گانی کا رنگ | وہ جیلی خوشی اور وہ دل کی ترنگ
وہ سہو لوی کی لگنی گنار یکی ہار | وہ بیٹھی ہوئی رنڈیوں کی قطار
وہ ہیرو ہلکی پتی پری برطرف | غم دل جیسی دیکھے ہو برطرف
ادہر کا تو یہ رنگ تہا اور یہ اک | محل میں ادہر گوڑیاں اور سہاگ
وہ گرکی یہ شادی مبارک کی ڈہول | وہ ٹونی سلونی وہ بیہی سی بول

ذو سرے لے وہان سمدہنوں کی ہن — کہلین ہول جیسی چمن در چمن
گلو میں نہالی وہ پہولوں کی ہار — شبا شب وہ پہولونکی جہڑ پولی مار
لگانا وہ لے لے کی گیندوں کی ہات — کہیلی جا با گر کر گیندونکی سات
دیکہاتی وہ ہنس ہنس کی اپنی بناو — وہ آپسمین رسمین وہ آپسکی چاو
تہا پنہ سبی شور و غل تالیان — سمہالی سہانی نہی گالیان
غرض کیا کہون تاب مجہمیں نہیں — ندیکہا کا عالم کوئی یہ کہین

بجا آوردن رسم شادی

جہکا ہون نشہ میں بہت ساقیا — مجہی دی اب جی کی سر بہت پلا
کیسی پرنہ ایسا ہو جو بار ہون — کہ ہر بین گلی کا تیری تار ہون
ہوا جب نکاح آور تبہی ہار وپان — پلا سبکو شربت دیئی پاندان
اوٹہا پہر نوشہ کو بعد از نکاح — محلمین بلانیکی ٹہری صلاح
چلا یون وہ دولہہ دولہن کی طرف — اُڑی بلبل جیسی چمن کی طرف
وہان تک پہونچی ہوی گہا کیون — ہوی نوٹ کی لالہ ٹہری سکون
ہوا ایسا اوس وقت دونان فر — کہ دولہہ دولہن جب ہوی ایکجا

عروسی وہ لہنا وہ سوہا لباس
وہ مہندی سہانی وہ پھولوں کا باس

ملا سرخ جوڑی پہ عطر سہاگ
کہلی ملکی الیمن دونوں کی بہاگ

دکہیا مصحف اور آرسی کو نکال
دہرا ہیچ میں سر پر انچل کو ڈال

نہ تہا وصل اسطرح کا دہیان میں
خدا نے کیا ان کی آن بان میں

عجب قدرت حق نمایاں ہوئے
جبیں آرسی دیکہہ حیراں ہوئی

وہ جلوہ لگا عالم وہ شادیکی دہوم
وہ الیمن دولہہ دولہن کا ہجوم

کسی نے سنا ہی کر دیچ آن کر
کوئی گالی ہی دی کی جان کر

کوئی آن کی گالہ میں کہچہ لگا
گئی کوئی دولہن کی جوتی دکہا

وہ شیریں جو بیٹھی تہی شیریں بنی
نبات اوسکی جیبی بنی کو بنی

جو نائی نبات اوسکو اس کبابسی
کہ ڈہکا دیا ہر گری بات سی

زلیس دل جو تہا اوسکا ہر جا سی بند
سبہی جا بیٹھی اونسی جینی گر پسند

اوتہائی ڈلی اوسکی انکہوں سی یوں
گریں لوٹ بادام سیریں کہو جیوں

ڈلی وہ جو ہونٹھوں کی تہی لب ملی
وہ مصری کی منہہ سی اوتہائی ڈلی

کرسی اوتہائی ڈلی اسطرح
کہ ہاں ہوں نہیں کی نہیں جسطرح

ذرا باپو کی او سالی ذرا | نہیں آدمان کا عجب غل پڑا
یہ طاری کی بکرا نہی بار بار | و کرتی دل اوس باپو نپا نثار
عجب طرح کی رنگ رلیاں ہوئیں | کہ باتیں وہ مصری کی ڈلیاں ہوئیں
وہ سب ہو چکی جبکہ رسم و رسوم | سواری کی ہونی لگی ہر تو دھوم
سحر کا وہ ہونا و تونی کا وقت | وہ دولہن کی رخصت و رو ہیگا وقت
کھڑی سب کا لاچار یہ دیکھنا | کہ یارب یہ کیا ہی جہاں بیکیاں
وہ دولہن کا رو رو کی ہونا جدا | وہ ماباپ کا اور رونا جدا
نکلتی وہ جاتا محل سی جہیز | کہ جوں چشم سی اشک ہو موج خیز
یہاں موت ہی اہل عرفان کو | کہ جانا ہی ایک دن یوں ہی جان کو
وہ جو دردمندی سی ہیں آشنا | وہ شادی کا لیتی ہیں غم سی مزا
وہ دولہ کا دولہن کو گودی اوٹھا | بٹھانا محافہ کو ہیں آخر کو لا
چلی لیکی جب دل جب دم کنار | کیا دو طرف سی زر و سیم نثار
کھڑی ہی جو وہاں جسم کو نری کی | کئی خوان موتی نچھاور کی
ابد ہر او دہر اسی شہر کو چلی | وہ تک چاند سا مکہڑا دیکھا ہی نظر

[illegible]

سوار اپنی گھوڑی پہ ہو کر شتاب — کہ جوں صبح ہووی بلند آفتاب
وہ نکلا تھا با حشمت و عظم و شان — لیا ساتھ سب اپنی نوبت نشان
وہ پہنچی تو چنڈول میں رشک ماہ — اور آگی وہ خورشید عالم پناہ
پہ آگے کو اپنی قدم با قدم — سواری لگا گھر میں اوترا صنم
غرض اسطرح سی وہ دولہن کو بیاہ — لی آیا جہاں اوسکی تھی عیش گاہ
ہوئی وہ جو ہونی تھی رسم و رسوم — کہ ظاہر میں تھی سب ہی درکار دھوم
اوٹھایا اوسی دھوم سی لگتی ہاتھ — پریزاد کا بیاہ جو تھی کی ساتھ
وہ نجم النسا تھی جو دخت وزیر — گیا اوسکی والد کنی بی نظیر
کہا باپ کو اوسکی ای خیر خواہ — میرا آشنا ہی یہ ایک فیروز شاہ
سو میں تجھسی رکھتا ہوں یہ التجا — کہ تو اوسکو فرزندی میں اپنی لا
غرض ہر طرح کر رضامند اوسی — لیا جال میں اپنی باندھ اوسی
پریزاد جو تھا وہ فیروز شاہ — دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی دھوم سی اور اوسی تو جیسی — اوسی شان سی اور اوسی آن سی
ہوئی تھی جو کچھ بیاہ میں اوسکی دھوم — وہی سب تجمل وہی سب رسوم

دقیقہ نچہوڑا ایسی یا تمین برابر رکہی چہل دن رات مین
اوسیطرح اوسکو نبہاتا عرض جو کچہ قول تہا سو نبہا غرض
خدا راست لایا اونہونکا جو کام بر آیا مطلب دلونکا تمام
ہوی متصل یہہ جو دو شادیان بسی ایک جا چار آبادیان
پہری دن تو اپنی وطن کو پہری دو واسفہ بلبل چمن کو پہری
خوشی سی لئی حرمت و جاہ و مال چلی شہر کو اپنی وہ حال حال
وہ نجم النسا اور فیروز شاہ فلک پر سی ہو مثل خورشید و ماہ
رضا اوسی لیکر اوسی انمین لگی شاد و خورم پرستان مین
یہہ اقرار چلتی ہوی کر گئی کہ گو تم ادہر اور ہم ادہر گئی
تم اس غم سی مت ہوجیو رکش کہ ہم تم سی ملتی رہنگی ہمیش
تسلی وہ یہہ دیکی اودہر چلی یہہ ایدہر لئی اپنی لشکر چلی

ملاقات شدن اریدر و مادر بی نظیر

پلا ساقیا آخری ایک جام کہ ہوتی ہی اب یہہ کہانی تمام
وہ نزدیک پہونچی جو اوس شہر کی کیا پاس جا خیمہ ایک نہر کی

کیا جب کہ خلقت نی تفتیش حال
پڑا شہر مین یک بیک شور و غل
خبر یہ ہوئی جبکہ مان باپ کو
زبس دل جو تہا پاس ہی سی ہرا
لگی رونی ایسی زار و نزار
ملا و لیکا ہمسی ہمارا حبیب
یہ ہو گا کوئی دشمن ملک و مال
کہا سب نی صاحب چلو تو سہی
مگر سنا جبکہ بیٹی کا نانو
وہ آیا تہا جیسی کہ بیٹا اودہر
جو ہی اپنی کعبہ کو دیکہا وان
گرا پانو پر کہہ کی یہ باپ کی
سنی یہ صدا جو ہی اوس ماہ کی
او تہا سر قدم پر سی چہاتی لگا

اور اوسکو ایسی دیکہا یہ بدر کمال
کہ غایب ہوا تہا سو آیا وہ کل
کیا کام اونہوں نی وہیں آپ کو
یہ حسن تہا یہ پانو او دیکی تہا پرا
کہا ہی ہمکو نہیں اعتبار
یہ دشمن نہیں اپنی ایسی نصیب
سو ہیں آپ ہی ہوں گرفتار جال
یہ بیٹا تمہارا وہی ہی وہی
چلا بہر تو روتا ہوا ایکی پانو
پڑی باپ پر جو کی ایک نظر
چلا سر کی بل نی سطیر جہان
خدا نی دیکہای قدم آیکی
تو اوس نخسم رسیدہ نی اٹک اکی
لبٹ کر گری دو ملک خوب سا

بہت رو دیا کہ غش کر چلا | کہی تو کہ انسو لگا شکر چلا
ملی ہر تو الیمن وہ خوب سی | کہ یوسف ملی جیسی یعقوب سی
وہ گلگل شگفتہ وہ گل کی طرح | ہنسہ گل کی طرح اور وہ بلبل کی طرح
ہوی شاد و خورم صغیر و کبیر | چلی لیکی نذرین وزیر و امیر
نئی عیش سی سب لو مستی ہوی | نئی سر سی آباد بستی ہوی
بڑی دہوم سی اور بڑی شان سی | بجاتی ہوئی نوبتیں شان سیے
وہ بہولا جو تہا ہجر کی داغ مین | ہوی جا کی داخل وہ اوس باغ مین
زنانی سواری اوتروای ہاتہ | بکرا اوس گل نو شگفتہ کا ہاتہ
دراند ہوا گہر مین سرو روان | لئی ساتہ اپنی وہ غنچہ دہان
کہ اتنی مین اکی نظر جو پڑی | تو دیکہا کہ مان راہ مین ہی کہڑی
بہی جسم سی انسوؤں کی قطار | گرا مان کی قدموں پر بی اختیار
وہ مان خوب بیٹی کی لگ گلی | بہت روی کہ انسو کی نالہ بہ چلی
بہوا اور بیٹی کو ہہالی لگا | وہ دونو کی دو ہاتہ سی لی بلا
ہوی جان اور جیسی اوس پر نثار | پیا پانی اون دونو ہاتہو کی وار

جگر پر جو تھی درد اور غم کی داغ — بجھی وصل سے ہجر کی وہ چراغ

سبب اسمیں تھی لگی مل ملا — پھرائی چمن میں وہ گل کھل کھلا

وہ ایسے جو اندھے تھے روشن ہوئے — زمیں وہ جو تھیں خشک گلشن ہوئے

رئیس باپ ماں کو تھی سہر کی چاہ — دوبارہ اونہوں نے کیا اونکا بیاہ

لیکھو نمیں گر اوس بیاہ کی دھوم دھام — تو پھر یہ کہانی نہووے تمام

بنا اوکی تقدیر کا جو بناو — لگا لے اونہوں نے تھی سب دل کے چاو

وہ جیسے کہ اوس باغ میں تھی خزاں — بسے آکے اسمیں سبب گلرخاں

محلمیں عجائب ہوئی چہچہی — وہ مرجھائی گل پھر ہوئی تھی کھلی

ہوا شہر پر فضل پروردگار — وہی شاہ اور وہی شہریار

وہی لوگ اور وہ چرچے تمام — وہی یار اغیار کی اپنی کام

وہی بلبلیں اور وہی بوستاں — شگفتہ کلی جمع ہو دوستاں

اونہوں کی جیسا میں پھری جیسی دن — ہماری تمہاری پھریں ویسی دن

ملیں سب کی بچھڑی الٰہی تمام — بحق محمد علیہ السلام

ہوئی جیسے وہ شاد ہوں شاد ہم — رہیں شہر میں اپنی آباد ہم

رہے شاد نواب عالیجناب / کہ ہے آصف الدولہ جسکا خطاب
جو ہے اوسکے سر دباغ مراد / رہے روشن اوسکا چراغ مراد
بحق حسین اور امام حسن / رہوں شاد میں بھی غلام حسن
ذرا منصفو داد کی ہے یہ جا / کہ دریا سخن کا دیا ہے بہا
زبس عمر کی اس کہانی میں صرف / تب ایسی یہ لکھی ہیں موتی سے حرف
جوانی میں جب بن گیا ہوں میں پیر / تب ایسی ہوئی ہیں سخن کی نظیر
نہیں مثنوی ہے یہ اک پھلجڑی / مسلسل ہے موتی کی گویا لڑی
نئی طرز ہے اور نئی ہے زبان / نہیں مثنوی ہے یہ سحر البیان
رکھا جا بجا میں نے اس سے نام / کہ ہے یادگار جہان یہ کلام
ہر اک بات پر دل کو میں خوں کیا / تب اس طرح رنگیں یہ مضمون کیا
اگر واقعی غور ٹک کیجیے / صلا اسکا کہ ہے جو کچھ دیجیے
غرض جسنے اسکو سنا یہ کہا / حسن آفریں مرحبا مرحبا
جو مصرع ہیں گی کہیں گی یہی / نہ ایسی ہوئی ہے نہ ہو گی کبھی
میری ایک مصرع میں ہے قبل / کہ میں شاہ راہ سخن کی دلیل

سُنی مثنوی جب یہ مجھسی تمام
زبس شعر کہتی ہیں وہ فارسی
اونہوں نی اوٹہا کر شمالی قلم
زدم غوطه در بحر فکر رسا
بگوشم ز ہاتف رسید این ندا
میاں مصحفی کو جو سائی یہ طور
کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
مہری ایک مثنوی ہیں سرا و بند
بہت آفرین اور تحسین کی
طبیعت زبس اوکی ہی دردمند
کیا اوسکی تاریخ کا جو خیال
که اتنی میں ہاتف نی اوکو کہا
ہوی اوسکی تاریخ حسن دلپذیر

دیا اسکی تاریخ کو انتظام
ہر ایک شعر اوسکا ہی جیون آرسی
یہ تاریخ کی فارسی میں رقم
که آرم بکف گوہر مدعا
بریں مثنوی باد ہر دل فدا
اونہوں نی ہی کر فکر از راه غور
یہ ہی تیجانه جیس ہی بیدل
سُنی جب اونہوں نی یہ
کہا ہی یہ جادو نہیں مثنوی
یہ نظم اوکو آئی نہایت پسند
دیا زانوی فکر پر سر کو ڈال
که تو حرف کن نی نرودی کہا
ہی جو جس نی کہا نی نظیر

کلف دلپسند

تمام شد

نسخه مثنوی میر حسن واقع تاریخ بست هفتم ماه آسن سنه ۱۲۵۰ فصلی

موافق شانزدهم ماه اکتوبر سنه ۱۸۴۲ عیسوی مطابق دهم رمضان سنه ۱۲۵۸ هجری روز یکشنبه

وقت صبح بخط خام گکلی پرشاد نامه اختتام پذیرفت برب العباد

[illegible]

کننک دوا سن مجی بولون جودی	حکم نی سنا محلی دیو ایدی
عبر ابصر ارسلان بکان ...	جو بیان جعد بس وعشق کیسی
جانا میانه بیر ... کاری گیسو سیاه	سکنه جکر ... من ...
حوریا یا جانش کیدو دا نفا نه	کشما کاری بس جو دلس ...
اولدی بس او محلی کریه	اگر او سی ... چینا دریه
جو لبان بس اولدی ...	سارکی ملس رحلوزی
سکنه سکر بگر ... لکاوین	الس من ... اکاوین
عاری ... من ابری کا جو لر	تا مرو لس ... محملی بود لر
... سا حلق کسا پیا کا	تا محملی الصد دو ...
عمر اول ... کر ...	حکم ...
اول سکیا ... معلق ...	...

[illegible] مجھ [illegible] — [illegible] مجھ [illegible]

کسی کے [illegible] — مرا [illegible]

[illegible] — [illegible] میں [illegible]

دور [illegible] — [illegible] میں [illegible]

[illegible] میں [illegible] — [illegible] میں [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

بیاں [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible] میں اور [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible] میں [illegible]

جو اتاتا ماسنی کی ایدیم ک — مبرن اوری ابا قاکس گیتر ر

گرحکر که بره سنی کاکس سیوزلد — اللدهر پس اوریمش کاعکلولد

لکی اشتباره ماکه حسنی — حعکلو دا اسن لکا بای بره سینه

لکی ویرمس حشته کاحب — مسرل بارک بیرن موبرالس

نکاکی بتا بلد بلدوکی ستیل — گکسه حیوره حیکلو سنک سستیتا

رکلی مین بیرکی بره کوماسی — حولوحی لکدب مین مونکی درگ

همین یکلیم ساری حیوشتی ارتیو — عمارپس حیدکا مرالیحو

پیسا انکرح میوسیو بکار ولا — غمار بار اوریحان قاردون

حبولا هوکر حبرلیم حاکار س — ملولاردیک بیم بهار سی

حساں بحره ویالهی کرکیولا — دیلم حکی بحره سی پدیلیح ولی

حادن سیس بوبحکلوسی کحدح وبالدک — بحوردار ولیار سیکلی سی حداسی المولیدکا

حوکما ناکی سی علک ابن حکاکا — بحکاک ساس کاکسلی ابدکا با

بلدن الا واهریکسا کوکسیم — گسا ندلیم بیدیلیم بلکیا قحیکلیم